Regd. No. P. 67 ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ نحمدہ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

از دفتر نظارت علیا صدر انجمن احمدیہ قادیان
اخبار احمدیہ

قادیان ۸ دسمبر۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ ۵ دسمبر بوقت ۹ بجے صبح کی ڈاکٹری رپورٹ مظہر ہے کہ

حضور کی طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے نسبتاً بہتر رہی اس وقت بھی طبیعت خدا کے فضل سے اچھی ہے۔

احباب جماعت حضور کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے التزام سے دعائیں جاری رکھیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حضور کو شفا عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان ۸ دسمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔

جلسہ سالانہ کی آمد آمد ہے مہمانان کرام آنے شروع ہو گئے ہیں اللہ تعالیٰ سب احباب کرام کو اپنی حفظ و امان میں رکھے جو جلسہ سالانہ میں شریک ہونے والے دوستوں کا سفر و حضر میں حافظ و ناصر ہو اور ان کے اہل و عیال کو خیریت سے رکھے۔ آمین۔

تمام دوستوں کو حتی الوسع ربانی باتوں کو سننے کیلئے جلسہ سالانہ میں ضرور شریک ہونا چاہئیے

زیارت صالحین اور علم دین حاصل کرنے کی خاطر سفر کرنا موجب ثواب کثیر اور اجر عظیم ہے

جلسہ سالانہ کی عظمت و اہمیت کے متعلق سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اہم ارشادات

قادیان میں احمدیہ جماعت کا تہتر واں سالانہ جلسہ بتاریخ ۱۸، ۱۹ اور ۲۰ دسمبر منعقد ہو رہا ہے احباب جماعت کو اس میں زیادہ سے زیادہ تعداد میں شریک ہونے کی کوشش کرنا چاہیئے۔ اس جلسہ کی اہمیت و عظمت اور اس سے کما حقہٗ استفادہ کرنے کے بارہ میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات احباب جماعت کی روحانی غذا کے موجب ہیں جو ذیل میں درج کئے جاتے ہیں:۔

”تمام مخلصین داخلین سلسلہ بیعت اس عاجز پر ظاہر ہو کہ بیعت کرنے سے غرض یہ ہے کہ تا دنیا کی محبت ٹھنڈی ہو اور اپنے مولیٰ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت دل پر غالب آجائے اور ایسی حالت انقطاع پیدا ہو جائے جس سے سفر آخرت مکروہ معلوم نہ ہو۔ لیکن اس غرض کے حصول کے لئے صحبت میں رہنا اور ایک حصہ اپنی عمر کا اس راہ میں خرچ کرنا ضروری ہے۔ تا اگر خدا تعالیٰ چاہے تو کسی برہان یقینی کے مشاہدہ سے کمزوری اور ضعف اور کسل دور ہو اور یقین کامل پیدا ہو کر ذوق و شوق پیدا ہو جائے سو اس بات کے لئے ہمیشہ فکر رکھنا چاہیئے اور دعا کرنی چاہیئے کہ خدا تعالیٰ یہ توفیق بخشے اور جب تک یہ توفیق حاصل نہ ہو کبھی کبھی ضرور ملنا چاہیئے کیونکہ سلسلہ بیعت میں داخل ہو کر پھر ملاقات کی پرواہ نہ رکھنا ایسی بیعت سراسر بے برکت اور صرف ایک رسم کے طور پر ہوگی اور چونکہ ہر ایک کے لئے بباعث ضعف فطرت یا کمی مقدرت یا بُعد مسافت یہ میسر نہیں آسکتا کہ وہ صحبت میں آکر رہے یا چند دفعہ سال میں تکلیف اٹھا کر ملاقات کے لئے آوے۔ کیونکہ اکثر دلوں میں ابھی ایسا اشتعال شوق نہیں کہ ملاقات کے لئے بڑی بڑی تکالیف اور بڑے بڑے حرجوں کو اپنے اوپر روا رکھ سکیں۔ لہٰذا قرین مصلحت معلوم ہوتا ہے کہ سال میں تین روز ایسے جلسہ کے لئے مقرر کئے جائیں جس میں تمام مخلصین اگر خدا تعالیٰ چاہے بشرط صحت و فرصت و عدم موانع قویہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو سکیں ۔۔۔ تو حتی الوسع تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کو سننے کے لئے اور دعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہیئے اور اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔ اور نیز ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدا تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی ان میں بخشے اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہو کر اپنے پہلے بھائیوں کے منہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہو کر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا اور جو بھائی اس عرصہ میں اس سرائے فانی سے انتقال کر جائے گا اس جلسہ میں اس کے لئے دعائے مغفرت کی جائے گی اور تمام بھائیوں کو روحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزت جل شانہٗ کوشش کی جائے گی اور اس روحانی جلسہ میں اور بھی روحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاء اللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے اور کم مقدرت احباب کے لئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں۔ اور اگر تدابیر اور قناعت شعاری سے تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا توقف سرمایہ میسر آجائے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہو جائے گا۔“ (آسمانی فیصلہ)

”تمام مسلمانوں کو مختلف اغراض کے لئے سفر کرنے پڑتے ہیں۔ کبھی سفر طلب علم ہی کیلئے ہوتا ہے ۔۔۔۔ اور کبھی زیارت صالحین کے لئے سفر کرتے ہیں۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت اویس قرنی کے ملنے کے لئے سفر کیا تھا۔ اور کبھی سفر اپنے مرشد کے ملنے کے لئے ہوتا ہے۔ جیسا کہ بعض اولیاء کبار جن میں حضرت شیخ عبد القادر رضی اللہ عنہ اور حضرت بایزید بسطامیؒ اور حضرت معین الدین چشتیؒ اور حضرت مجدد الف ثانیؒ بھی ہیں۔ اکثر اس غرض سے بھی سفر کرتے رہے جن کے سفرنامے اکثر ان کے ہاتھ سے لکھے ہوئے اب تک پائے جاتے ہیں ۔۔۔۔ یہ تمام قسم سفر کی قرآن کریم اور احادیث نبویہ کی رو سے جائز ہیں بلکہ زیارت صالحین اور ملاقات اخوان اور طلب علم کے سفر کی نسبت احادیث صحیحہ میں بہت کچھ حث و ترغیب پائی جاتی ہے۔ ۔۔۔ صحیح بخاری کا صفحہ ۱۶ کھول کر دیکھو کہ سفر طلب علم کے لئے کس قدر بشارت دی گئی ہے اور وہ یہ ہے کہ من سلک طریقاً یطلب بہ علماً سھل اللہ لہ طریق الجنۃ یعنی جو شخص طلب علم کیلئے سفر کرے اور کسی راہ پر چلے تو خدا تعالیٰ بہشت کی راہ اس پر آسان کر دیتا ہے ۔۔۔ علم دین کیلئے اور شبہات دور کرنے اور اپنے دینی بھائیوں اور عزیزوں کو ملنے کیلئے سفر کرنے کو موجب ثواب کثیر و اجر عظیم قرار دیا ہے بلکہ زیارت صالحین کیلئے سفر کرنا قدیم سے سنت سلف صالح چلی آئی ہے۔ اور ایک حدیث میں ہے کہ جب قیامت کے دن ایک شخص اپنی بد اعمالی کی وجہ سے سخت مواخذہ میں ہوگا۔ تو اللہ جل شانہٗ اس سے پوچھے گا کہ فلاں صالح آدمی کی ملاقات کیلئے کبھی تو گیا تھا؟ تو وہ کہے گا بالارادہ تو کبھی نہیں گیا مگر ایک دفعہ ایک راہ میں اس کی ملاقات ہو گئی تھی۔ تب خدا تعالیٰ کہے گا کہ جا بہشت میں داخل ہو جا میں نے اس ملاقات کی وجہ سے تجھے بخش دیا ۔۔۔ حدیث صحیح سے یہ مسئلہ مستنبط ہوتا ہے کہ جو لوگ طلب علم یا دینی ملاقات کیلئے کسی اپنے مقتداء کی خدمت میں حاضر ہونا چاہیں تو وہ اپنی گنجائش فرصت کے لحاظ سے ایک تاریخ مقرر کر سکتے ہیں جس تاریخ میں وہ بآسانی اور بلا حرج حاضر ہو سکیں ۔۔۔۔

۳۔ ”اس جلسہ کو معمولی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔ اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کیلئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔“ (اشتہار ۷ دسمبر ۱۸۹۲ء)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے ناز آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

قادیان سے قادیان تک

دورہ جنوبی ہند برائے وصایا و زکوٰۃ کے تاثرات

(۲)

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

مرکرہ ایک پُر فضا پہاڑی مقام ہے جس کے چاروں طرف چھوٹی الائچی کالی مرچ اور کافی کے باغات ہیں۔ یہاں جنوبی ہند کے تمام مقامات سے خنکی کسی قدر زیادہ ہوتی ہے۔ یہ مقام سطح سمندر سے قریباً چار ہزار فٹ کی بلندی پر واقع ہے۔ یہاں احباب نے ہمیں ایک خاص جگہ دکھائی جسے "راجہ سیٹ" (RAJA SEAT) کہتے ہیں۔ یہ شہر کے ایک اونچے مقام پر واقع ہے۔ جہاں کھڑے ہو کر دیکھیں تو نیچے دو اڑھائی ہزار فٹ کی گہرائیوں میں ایک وسیع وادی ہے جسے دیکھ کر معلوم ہوتا ہے کہ قدرت نے اپنی عظیم صناعی اور فیاضی سے یہاں سبز مخملی فرش بچھا دیا ہے۔ ہر طرف آنکھوں میں کھب جانے والا ایک حسین و جمیل سبزہ زار ہے۔ اس کی نظر افروزی کی کیفیت بس دیکھنے سے ہی تعلق رکھتی ہے۔

اس بلند مقام پر کھڑے ہو کر نیچے بستیوں میں دیکھیں تو سانپ کی طرح بل کھاتی ہوئی سڑک پر چلتے پھرتے انسان بونے معلوم ہوتے ہیں۔ اور یوں لگتا ہے جیسے یہ کوئی نہایت پست قد اور حقیر سی مخلوق ہے۔ یہ نظارہ دیکھ کر میرا ذہن اسلامی حکم زکوٰۃ کی طرف منتقل ہوا۔ جس کے ذریعہ بلندیوں پر رہنے والوں (امراء) کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ نشیبوں میں رہنے والوں (غرباء) کے لئے اپنے اموال کا ایک معین حصہ الگ کر دیں۔ تاکہ وہ بستیوں سے اٹھ کر بلندیوں کی طرف آئیں۔ اور امراء اس پر عمل کر کے بلندیوں سے ذرا نیچے اتر کر بستیوں کی طرف آئیں اور یوں ہر دو فریق سمٹتے سمٹتے ایک سطح کے قریب ہو جائیں۔ اور اوپر والوں سے حقارت اور نیچے والوں کے دلوں سے نفرت کے جذبات دور ہو جائیں۔ ورنہ یہ طبقاتی تقسیم قائم رہے گی۔ اور حقارت و نفرت کے جذبات باہم دست و گریبان رہیں گے۔

مرکرہ سے ۱۰ اکتوبر کو ہم منگلور کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ سفر بس کا تھا۔ جو قریباً سات گھنٹے جاری رہا۔ اور ہم اس سارے سفر میں ایسے علاقہ سے گزرے۔ جہاں قدرت نے جابجا اپنی فیاضیاں بڑی فیاضی کے ساتھ بکھیر رکھی ہیں ہر سڑک کے دونوں طرف ترتیب و ترتیب ناریل کے ساتھ شہری آبادیاں اور آسمان سے سرگوشیاں کرتے ہوئے پہاڑ اور بلند و بالا خوبصورت درخت اور جنگلی پھول عجیب نظارہ پیش کرتے ہیں۔ اور انسان ان نظاروں سے مسحور ہو جاتا ہے۔

شام کے ساڑھے سات بجے کے قریب ہم کنانور پہنچ گئے۔ جہاں جماعت کے بہت سے مخلصین مکرم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل سمیت استقبال کے لئے موجود تھے۔ میں سوچ رہا تھا کہ مجھ جیسا ناچیز انسان اور قادیان سے پونے دو ہزار میل کے فاصلہ پر محبت اور خلوص کا یہ رنگ!! یہ سب حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور مرکز کی برکت ہے۔

اس کے ساتھ ہی جب ہم ان دور دراز علاقوں میں ٹرین یا بس سے سفر کرتے ہوئے پہاڑوں میدانوں گھاٹیوں اور وادیوں میں سے گزرتے تھے۔ اور مختلف مقامات پر نہایت مخلص احمدیہ جماعتوں کو دیکھتے تھے تو ایمان نہایت بلندیوں پر پہنچ جاتا تھا۔ اور سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے یہ الفاظ بار بار یاد آتے تھے کہ

"میں تو ایک تخم ریزی کرنے آیا ہوں
اور میرے ہاتھ سے وہ تخم بویا گیا..."

آپ ہندوستان کے نقشہ پر دیکھئے ان دور دراز علاقوں میں مختلف مقامات پر احمدیہ جماعتوں کا قیام اس کے حرف حرف کی تصدیق کرتا ہے اور یہ دیکھ کر تو ایمان اور بھی بلندیوں پر پہنچ جاتا ہے کہ ان جماعتوں کے افراد مرکز کے ساتھ گہری وابستگی اور عقیدت رکھتے ہیں۔ اور اپنے دلوں پر قربانی کے اعلیٰ جذبات رکھتے ہیں۔

یہاں میں ایک خاص چیز کا ذکر کر دینا ضروری سمجھتا ہوں کہ ہم اس دورہ میں جہاں کہیں بھی گئے وہاں کے احباب نے سب سے پہلا سوال یہ کیا کہ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ کی صحت کیسی ہے۔ یوں تو اخبار بدر میں ہر ہفتے حضور کی صحت کے بارہ میں خبر شائع ہوتی ہے۔ لیکن یہ سوال اس خاص محبت اور عقیدت کا آئینہ دار تھا جو جماعت کے افراد کے دلوں میں حضور انور کے لئے پائی جاتی ہے۔ اور میں نے دیکھا کہ ایسا سوال کرنے والے مخلصین کی آنکھیں سوال کرتے وقت پرنم ہو جاتی تھیں۔

اس سوال کے بعد دوسرا سوال یہ ہوتا تھا کہ صاحبزادہ صاحب (حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ) کی طبیعت کیسی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہماری جماعت کے افراد نے خدا کے فضل سے اس نکتے کو خوب سمجھا ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان مقدس سے محبت و عقیدت کتنی ضروری ہے۔ اور تاریخ اسلام بھی راہنمائی کرتی ہے کہ جس خاندان کو اللہ تعالیٰ نے خاص طور پر اپنے دین کی خدمت و سلطنت کے لئے چن لیا ہے اس کے ساتھ گہری عقیدت قائم کی جائے۔

کنانور پہنچ کر ہمارا وفد مسجد احمدیہ میں قیام پذیر ہوا۔ یہ مسجد مقامی جماعت نے حال ہی میں تعمیر کی ہے اور خدا کے فضل سے بہت وسیع اور خوبصورت مسجد ہے۔ مسجد دو منزلہ ہے نیچے کا حصہ مردوں کے لئے اور اوپر کا حصہ خواتین کے لئے ہے۔ محترم مولانا کے عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ مالا بار کی مخلصانہ مساعی سارے مالا بار میں اس طرح بار آور ہوئی ہیں کہ مالا بار میں جہاں کہیں جماعتیں قائم ہوئی ہیں وہاں احمدیہ مسجدیں موجود ہیں۔ اور یہ جماعتوں کی بیداری کا بھی عمدہ نشان ہے۔

یوں تو ہمارا وفد وصایا اور زکوٰۃ کے سلسلہ میں دورہ کر رہا تھا۔ اور ہر جگہ قیام مختصر اور محدود تھا لیکن مالا بار کی تمام جماعتوں نے پہلے ہی سے ہر جگہ پبلک جلسوں کا انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ کنانور پہنچتے ہی آدھ گھنٹہ کے بعد پبلک جلسہ شروع ہو گیا۔ جس میں مولانا سمیع اللہ صاحب اور خاکسار نے احمدیت کے موضوع پر تقریریں کیں جن میں صداقت احمدیت کے دلائل پیش کئے۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ اور کنانور کی کافی پبلک جلسہ میں آئی تھی۔ وہاں یہ عجیب بات دیکھنے میں آئی کہ کنانور کے غیر احمدی احباب ظاہراً بازار سے جلسوں میں شامل نہیں ہوتے بلکہ دیواروں کی اوٹ میں جمع ہو کر جلسہ سنتے ہیں۔ بہرحال احمدیت کا پیغام ان تک پہنچتا ہے اور انشاء اللہ جلد وہ وقت آئے گا کہ وہ احمدیت کی صداقت کو تسلیم کر لیں گے۔ کنانور میں سات افراد نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ اور ابھی توقع ہے کہ مزید وصیتیں بھی ہوں گی۔ انشاء اللہ

ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مالا بار کے ملاقہ میں "الوصیت" کی اشاعت بہت کم ہوئی ہے اسی لئے اس علاقہ میں موصیوں کی تعداد اب تک برائے نام تھی۔ لیکن جب ان لوگوں پر وصیت کا مفہوم واضح کیا گیا اور اس کی اہمیت سے مالا بار کے مخلص احمدی واقف ہو گئے تو انہوں نے کافی تعداد میں وصیتیں کر دیں۔ اب بھی ضرورت ہے کہ اس علاقہ میں الوصیت کی اشاعت کی جائے چنانچہ اس کے لئے مکرم مولوی عبد اللہ صاحب اور مکرم ایم عبد الرحیم صاحب ایڈیٹر ستیادوتن کو تحریک کی گئی ہے کہ وہ ستیادوتن کا ایک پورا نمبر الوصیت کے ترجمہ کا شائع کریں۔ انہوں نے وعدہ کیا ہے کہ جلد ہی وہ ترجمہ کر کے شائع کر دیں گے۔

جماعت احمدیہ کوڈالی چار سال پہلے تک میں شامل نہ تھی لیکن وہاں کے بعض دوستوں کے ذریعہ افراد یہاں کے نوجوان ایک دو روز کے لئے جانا پڑا۔ یہاں بھی پبلک جلسہ کا انتظام پہلے سے کر رکھا تھا۔ چنانچہ رات کے وقت پبلک جلسہ منعقد ہوا جس میں مقامی احمدیوں کے علاوہ غیر احمدی اور غیر مسلم دوست بھی شریک ہوتے۔ مولانا سمیع اللہ صاحب اور خاکسار نے احمدیت کی صداقت پر تقریریں کیں۔ کوڈالی میں ہمارا قیام احمدیہ مسجد میں رہا۔

یہاں اس امر کا اعتراف شکریہ اور محبت کے جذبات کے ساتھ کرنا ضروری ہے کہ کنانور سے جماعت احمدیہ کا جو ماہانہ رسالہ "ستیادوتن" شائع ہوتا ہے اس کے ایڈیٹر اور کنانور کے نہایت مخلص نوجوان ایم عبد الرحیم صاحب اس دورے میں کالیکٹ تک وفد کے ساتھ رہے۔ اور ہر جگہ پبلک جلسوں میں انہوں نے مترجم کے فرائض نہایت عمدگی اور خوش اسلوبی سے ادا کئے۔ اللہ اس مخلص نوجوان کو جزائے خیر بخشے۔ اور اس کے علم و خلوص میں ترقی بخشے۔

کوڈالی سے ہمارا وفد ۱۲ اکتوبر کو پینگاڈی کے لئے روانہ ہوا۔ اور قبل دوپہر کوڈالی پہنچ گیا یہاں مسجد احمدیہ میں ہمارا قیام ہوا۔ یہاں بھی ایک خوبصورت اور وسیع مسجد ہے جس کے ساتھ ایک بڑا صحن بھی جلسوں وغیرہ کے لئے ہے۔ جماعت مقامی نے ایک پبلک جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ چنانچہ رات کو پبلک جلسہ مسجد کے صحن میں منعقد ہوا۔ لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ حاضرین کی تعداد کافی تھی۔ محترم مولوی بی عبد اللہ صاحب کی افتتاحی تقریر کے بعد مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تقریر کی جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی۔ اس تقریر میں مولانا سمیع اللہ صاحب نے اپنے قبول احمدیت کے حالات سنائے اور احمدیت کے بارہ میں بعض غلط فہمیوں کا ازالہ کیا۔

اگلے روز رات کو مسجد احمدیہ میں بعد نماز مغرب خاکسار اور مولوی سمیع اللہ صاحب نے وصیت و زکوٰۃ کے موضوع پر تقریریں کیں۔ ترجمہ محترم مولانا عبد اللہ صاحب نے کیا۔ یہاں چار وصیتیں ہوئیں اور مزید وصیتوں کے لئے فارم ہم سے لئے گئے جو بعد میں پر ہو کر آئیں گی

پینگاڈی سے ۱۴ کی صبح کو ہمارا وفد کالیکٹ کے لئے روانہ ہوا۔ اور بعد دوپہر کالیکٹ پہنچ گیا۔ جماعت کالیکٹ کے بہت سے افراد اسٹیشن پر موجود تھے۔ یہاں ہم کے پی اسٹو صاحب صدر جماعت احمدیہ کے مکان پر وفد نے قیام کیا یہ ذکر کرنا ضروری ہے کہ محترم مولوی عبد اللہ صاحب فاضل مبلغ بھی وفد کے ہمراہ کالیکٹ آئے۔

جماعت کالیکٹ نے اگلے روز کالیکٹ ٹاؤن ہال میں ایک بڑے پبلک جلسہ کا انتظام کر رکھا تھا۔ جس میں وفد کے دونوں اراکین کی تقریریں رکھی گئی تھیں۔ محترم مولانا سمیع اللہ صاحب کی تقریر کا عنوان تھا "سائنس کی موجودہ ایجادات" اور خاکسار کی تقریر کا موضوع تھا "ہستی باری تعالیٰ"

ہمارے وفد نے وصیت اور زکوٰۃ کے سلسلہ میں کام کیا اور یہ امر خوشی کا موجب ہے کہ ...

خطبہ جمعہ

جماعت کے کمزور حصے کو مضبوط بنانے اور اس کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو

اپنے نیک نمونہ سے لوگوں کے قلوب میں احمدیت کی محبت پیدا کرو

از سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

فرمودہ ۱۸ جون ۱۹۵۵ء — بمقام احمدیہ ہال۔ کراچی

سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:۔
انسانوں پر

زندگی کے کئی دور

آتے ہیں۔ کبھی انسان دودھ پیتا بچہ ہوتا ہے کبھی چوسنیاں چوسنے والا بچہ ہوتا ہے۔ کبھی ابتدائی تعلیم حاصل کرنے والا بچہ ہوتا ہے کبھی نیم بلوغت کے زمانہ میں وہ اچھی تعلیم حاصل کر رہا ہوتا ہے۔ کبھی بالغ ہو کر وہ اپنے مستقبل کے متعلق سوچ رہا ہوتا ہے۔ کبھی اپنی بھرپور جوانی میں وہ شادی بیاہ کرتا ہے اور اس کے بچے پیدا ہوتے ہیں۔ کبھی جوانی کی عمر کا ایک حصہ گزار کر وہ ادھیڑ عمر میں جا پہنچتا ہے کبھی اس پر بڑھاپا آتا ہے اور پھر کبھی اس پر ایسا بڑھاپا آتا ہے کہ چلنا پھرنا بھی اس کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔ یہی دور کے جو مختلف دور ہیں قوموں پر بھی آیا کرتے ہیں۔ کبھی

قوموں کی حالت

بچوں کی سی ہوتی ہے۔ کبھی ان کی حالت بڑی عمر والوں کی سی ہوتی ہے۔ کبھی ان سے بھی بڑی عمر والوں کی سی حالت ہوتی ہے۔ کبھی ان پر جوانی کی عمر آتی ہے۔ لیکن جو قومیں خدا تعالیٰ کی طرف سے قائم کی جاتی ہیں ان پر جوانی کا زمانہ نسبتاً جلدی آجاتا ہے۔ اور جو قومیں خدا تعالیٰ کے منشاء کے ماتحت چلنے والی ہوتی ہیں ان پر جوانی کا زمانہ دیر تک رہتا ہے۔ پھر اس کے بعد آج تک کا تجربہ یہی بتاتا ہے کہ ہر قوم پر بڑھاپا آجاتا ہے اور وہ اپنے فرائض کے ادا کرنے میں کوتاہی کرنے لگ جاتی ہے۔ ہماری جماعت ابھی ابھی

جوانی کے دور کے قریب

کے زمانہ میں ہے۔ ہم اپنے آپ کو بالغ نہیں کہہ سکتے ہم اپنے آپ کو قریب بلوغت کے زمانہ میں بھی نہیں کہہ سکتے۔ اور ہم اپنے زمانہ کو کامل بلوغت کا زمانہ بھی نہیں کہہ سکتے۔ قریب بلوغت اور کامل بلوغت کے درمیان جو زمانہ ہوتا ہے وہی ہم پر گذر رہا ہے اور اسی کے مطابق ہماری جماعت کو اپنی ذمہ داریاں سمجھنے کی کوشش کرنی چاہیئے۔ یہ وہ عمر ہے کہ اس میں انسان نہ اپنے آپ کو نادان کہہ سکتا ہے اور نہ اپنے پورے طور پر اپنے تمام کاموں کا ذمہ دار قرار دیا جا سکتا ہے۔ یوں سمجھو کہ یہ عمر ایسی ہی ہے۔ جیسے اکیس بائیس سال کے نوجوان کی عمر ہوتی ہے۔ لیکن میں دیکھتا ہوں کہ اس عمر میں بھی ہماری جماعت میں اپنی ذمہ داریوں کے سمجھنے کا ابھی وہ احساس نہیں ہے جو اس کے اندر ہونا چاہیئے تھا۔ مثلاً پہلی چیز تو یہی ہوا کرتی ہے کہ انسان تعلیم حاصل کرتا ہے اور اس عمر تک اپنی تعلیم سے قریباً قریباً فارغ ہو جاتا ہے۔ لیکن ہماری جماعت میں دینی تعلیم اور دینی تربیت کے لحاظ سے ابھی

بہت بڑی کمی

پائی جاتی ہے۔ اکثر حصہ جماعت کا وہ ہے جو قرآن شریف کو نہیں سمجھتا۔ اور اس اکثریت میں سے بھی ایک کثیر حصہ ایسا ہے جو ان ذرائع کو بھی جو قرآن کریم کے سمجھنے کے ان کو میسر ہیں صحیح طور پر استعمال کرنے کی کوشش نہیں کرتا مثلاً ہمارا ملک اردو بولتا ہے یا مختلف صوبوں میں گنوار طرز کے جو لوگ ہیں یا غیر تعلیم یافتہ لوگ ہیں یا صرف صوبجاتی زبان جاننے والے ہیں ان میں سے کوئی سندھی بولتا ہے کوئی بلوچی بولتا ہے کوئی پشتو بولتا ہے کوئی بنگالی بولتا ہے۔ عربی زبان ہمارے ملک میں بطور زبان کے نہیں بولی جاتی بلکہ ہمارے ملک کے لوگوں کو اتنا بعد عربی زبان سے ہے کہ علماء بھی عربی نہیں بولتے اور اگر کبھی انہیں عربی بولنی پڑے تو وہ اتنا ہچکچاتے ہیں کہ دو فقرے بھی وہ اپنی زبان سے نکالیں گے تو کانپتے ہوئے اور ڈرتے ہوئے اور لرزتے ہوئے۔ جہاں تک ان کے

علم کا سوال ہے

اگر اس کو دیکھا جائے تو وہ عرب اور مصر کے علماء سے کم نہیں ہوتے۔ دینی کتب کا انہیں خوب مطالعہ ہوتا ہے۔ لیکن جب عربی بولنے کا سوال آئے تو عرب کا ایک معمولی کمہار یا دھوبی بھی صحیح عربی بولے گا اور یہ دو فقرے بھی نہیں بول سکیں گے۔ یہ نقص صرف اس وجہ سے ہے کہ انہیں عربی بولنے کی مشق نہیں۔ پس ایسے ملک کے لوگوں سے یہ امید کرنا کہ وہ عربی میں قرآن کو سمجھ سکیں گے۔ یہ نقص .... [illegible] .... وجہ سے ہے کہ انہیں عربی بولنے کی مشق نہیں پس ایسے ملک کے لوگوں سے یہ امید کرنا کہ وہ عربی میں قرآن کو سمجھ سکیں گے بہت بعید بات ہے۔ بے شک ہماری کوشش تو یہی ہونی چاہیئے مگر اس امید کے بر آنے کے لئے ایک لمبا زمانہ چاہیئے۔ اور جب اس کیلئے ایک لمبے زمانہ کی ضرورت ہے تو سوال یہ ہے کہ کیا ان کی روح اتنے عرصہ کے لئے امید و بیم میں رکھی جا سکتی ہے۔ فرض کرو تمہارے پاس کھانا نہیں لیکن تم نے اپنے کھیت میں گیہوں بویا ہوا ہے اور چھوٹی چھوٹی روئیدگی بھی اس کی نکل ہوئی ہے تو کیا تمہاری بھوک کے وقت تمہارے لئے یہ تصور کافی ہوگا کہ

جب یہ روئیدگی بڑھے گی

دانے پڑیں گے تو پھر ہم گندم کاٹ کر اپنے گھر میں لائیں گے اور آٹا پیسوا کر روٹی پکائیں گے اگر تم اس وقت کا انتظار کرو گے تو تم مر جاؤ گے تمہیں بہرحال اپنی غذا کا کوئی نہ کوئی انتظام سوچنا پڑے گا جیسے جو لوگ چاول کھانے کے عادی ہوں انہیں اگر چاول نہ ملیں تو چاہے انہیں [illegible] بدمزگی ہو وہ گندم کھائیں گے یا گندم کھانے والے کو اگر کسی وقت گندم میسر نہیں آتی تو یہ نہیں ہوتا کہ وہ فاقہ کرنے لگ جائے بلکہ وہ چاول پکا کر کھا لیتا ہے چاول نہیں ملتے تو مکئی کھا لیتا ہے مکئی نہ ملے تو باجرہ کھا لیتا ہے۔ اگر باجرہ نہیں ملتا تو وہ بعض دفعہ ڈھل کھا لیتا ہے (یہ ایک جنگلی دانہ ہے جسے پنجابی میں ڈھل کہتے ہیں۔ اردو نام مجھے معلوم نہیں) جس کو عام حالات میں انسان نہیں کھایا کرتا۔ بہرحال ایسے حالات میں انسان کو اپنی غذا کا انتظام سوچنا پڑتا ہے۔

میں مانتا ہوں

کہ ہماری جماعت میں سارے کے سارے عربی نہیں پڑھ سکتے بلکہ اگر پڑھ بھی لیں تو ہماری جماعت میں ہر سال اتنے نئے آدمی داخل ہوتے رہتے ہیں کہ ہم ایسے تعلیمی معیار کو قائم رکھ ہی نہیں سکتے۔ قادیان میں عورتوں اور لڑکیوں کی تعلیم ہم نے کئی دفعہ سو فیصدی تک پہنچا دی تھی مگر دو چار سال کے بعد جب ہم پھر مردم شماری کرتے تو اسی نوے فیصدی پر ان کی تعلیم آجاتی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہاں ہجرت جاری تھی اور نئی نئی عورتیں باہر سے قادیان میں آتی رہتی تھیں اس لئے پہلا معیار گر جاتا تھا۔ یہی حال جماعت کا ہے۔ جماعت میں بھی ایک قسم کی روحانی ہجرت جاری ہے اور ہر سال کچھ شیعوں میں سے کچھ سنیوں میں سے کچھ وہابیوں میں سے کچھ شافعیوں میں سے کچھ دوسرے فرقوں میں سے نکل نکل کر لوگ ہمارے اندر شامل ہوتے رہتے ہیں۔ اور وہ قرآن سے واقف نہیں ہوتے۔ پس اگر ہم سارے لوگوں کو

قرآن پڑھا لیتے ہیں

تب بھی کچھ عرصہ کے بعد ایک حصہ ایسے لوگوں کا ضرور نکل آئے گا جو قرآن سے ناواقف ہوگا اور ہمارا فرض ہوگا کہ ہم ان کو قرآن سے واقف کریں۔ بے شک ہمیں ایسے ذرائع میسر نہیں کہ ہم ہر احمدی کو عربی پڑھا سکیں۔ لیکن قرآن ایک ایسی چیز ہے جس کا کچھ نہ کچھ علم ہر شخص کو ہونا چاہیئے۔

بغیر قرآن۔

ہماری روحانی غذا ہے جس طرح روٹی کھائے بغیر انسانی جسم زندہ نہیں رہ سکتا اسی طرح قرآن کے بغیر بھی ہماری روح زندہ نہیں رہ سکتی۔ جسم کی موت کے بعد انسانی اعضاء بھی سڑنے شروع ہو جاتے ہیں۔ لیکن اگر

کسی انسان کی روح مرجاتی ہے تو اس کا جسم مر نہیں سکتا۔ تم اسے چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہو اور سمجھتے ہو کہ اس کی روح بھی زندہ ہے حالانکہ یہ بالکل غلط ہوتا ہے۔ تم اگر ایک دن یا دو دن یا چار دن یا سات دن تک اسے کھاتے تو تم سمجھ لیتے ہو کہ اب تم موت کے قریب پہنچ گئے ہو۔ اور جب کوئی مرجاتا ہے تو تمہیں اس کی موت میں کوئی شبہ نہیں رہتا۔ کیونکہ اس کی موت کی علامتیں ظاہر ہوجاتی ہیں۔ وہ جب وہ حرکت نہیں کرتا۔ جب وہ دیکھتا نہیں۔ جب وہ سنتا نہیں۔ جب وہ بولتا نہیں تو تم سمجھ لیتے ہو کہ وہ مرگیا ہے۔ لیکن روحانی موت کی علامتیں کا بسا اوقات تم مطالعہ نہیں کرتے اور یا پھر اپنے آپ کو تم فریب دینا چاہتے ہو کہ اس کے مردہ ہونے کے باوجود تم اس کو زندہ سمجھتے ہو۔ ایک آدمی روحانی لحاظ سے دس سال سے مرا ہوا ہوتا ہے لیکن تم اس کے ساتھ بے تکلفانہ زندگی بسر کر رہے ہوتے ہو اور ساتھ ساتھ یہ بھی کہتے جاتے ہو کہ وہ بڑے اچھے آدمی ہیں۔ بڑے نیک اور بزرگ ہیں۔ صرف اتنی بات ہے کہ نماز میں سست ہیں یا فلاں بہت ہی نیک آدمی ہے۔ بڑا مخلص احمدی ہے۔ لیکن چندہ میں سست ہے یا فلاں بزرگ ہے سلسلہ کے ساتھ بڑا اخلاص رکھتا ہے۔ لیکن ذرا جھوٹ بولنے کا عادی ہے گویا ایک طرف تو تم یہ کہتے ہو کہ وہ روحانی لحاظ سے مرچکا ہے۔ اس کے اندر

زندگی کے کوئی آثار

نہیں۔ وہ بے نماز بھی ہے۔ وہ جھوٹا بھی ہے۔ وہ چندہ دینے میں بھی سست ہے۔ اور دوسری طرف تم یہ بھی کہتے جاتے ہو کہ وہ بڑا مخلص ہے۔ بڑا نیک اور بڑا بزرگ ہے یہ تو ایسی بات ہے جیسے جرمنی کے ایک بادشاہ کا گھوڑا بیمار ہوگیا وہ گھوڑا بڑا قیمتی تھا اس نے ڈاکٹروں کو بلایا اور کہا کہ اس کا علاج کرو اور ایک ایک گھنٹہ کے بعد اس کی حالت سے مجھے اطلاع دو۔ اگر ایک ایک گھنٹہ کے بعد مجھے اطلاع نہ ملی تو میں تمہیں سخت سزا دوں گا اور جس شخص نے آکر مجھے یہ اطلاع دی کہ گھوڑا مرگیا ہے میں اسے قتل کردوں گا۔ ڈاکٹروں نے بڑی کوشش کی کہ وہ کسی طرح اچھا ہوجائے مگر وہ اچھا نہ ہوا اور مرگیا۔ اب بادشاہ کو اطلاع پہنچانا بھی ضروری تھا اور دوسری طرف وہ یہ بھی سمجھتے تھے کہ جس نے یہ اطلاع پہنچائی اسے قتل کردیا جائے گا۔ آخر سوچ کر انہوں نے بادشاہ کے ایک منہ چڑھے نوکر کو بلایا اور اسے کہا کہ تم جاؤ اور بادشاہ کو یہ خبر پہنچا آؤ۔ اگر کوئی اور گیا تو وہ یقیناً مارا جائے گا۔ لیکن اگر تم گئے تو ممکن ہے بادشاہ تمہیں معاف کردے کیونکہ تمہارا اس کو لحاظ ہے۔ گویا جہاں تک موت کا تعلق ہے اس کا موقع تمہارے لئے بھی اتنا ہی ہے جتنا ہمارے لئے۔ لیکن تمہارے ساتھ چونکہ بادشاہ کو محبت ہے اس لئے ممکن ہے کہ وہ تمہیں معاف کردے وہ تیار ہوگیا۔ آدمی ہوشیار تھا جاتے ہی بادشاہ سے کہنے لگا حضور گھوڑا بالکل آرام میں ہے اسے کوئی تکلیف نہیں وہ اطمینان سے لیٹا ہوا ہے نہ وہ تڑپتا ہے نہ دم ہلاتا ہے۔ نہ کان ہلاتا ہے اور نہ آواز نکالتا ہے نہ حرکت کرتا ہے۔ نہ آنکھیں کھولتا ہے بالکل خاموش لیٹا ہوا ہے۔ بادشاہ نے کہا تو یوں کہو کہ وہ مرگیا ہے اس نے کہا حضور

میں نے یہ الفاظ نہیں کہے

کہ وہ مرگیا ہے یہ حضور خود فرمارہے ہیں تو جیسے اس نوکر نے کہا تھا کہ گھوڑا بالکل آرام میں ہے وہ خاموش لیٹا ہوا ہے نہ کان ہلاتا ہے نہ دم ہلاتا ہے نہ سانس لیتا ہے نہ حرکت کرتا ہے۔ یہی نمہارا حال ہے تم کہتے ہو فلاں بڑا بزرگ اور نیک ہے صرف چندہ نہیں دیتا۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف نماز نہیں پڑھتا۔ فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف جھوٹ بولتا ہے فلاں بڑا بزرگ اور نیک احمدی ہے صرف خائن ہے۔ تم اپنی حماقت سے اس کی بزرگی کا ڈھنڈورہ پیٹتے ہو حالانکہ روحانی طور پر وہ مردہ ہوتا ہے۔ اگر وہ اسی طرح سڑتا جس طرح جسمانی مردہ سڑا کرتا ہے تو سارا محلہ اس کی بدبو سے بھاگ اٹھتا مگر روح کی سڑاند ایسی چیز ہے کہ فرشتوں کو تو وہ محسوس ہوتی ہے۔ لیکن انسان اسے محسوس نہیں کرتے اس لئے جسم کی سڑاند سے تو وہ پریشان ہوجاتے ہیں۔ لیکن روح کی سڑاند کے باوجود اسے بزرگ بھی کہتے جاتے ہیں۔ اسے نیک بھی قرار دیتے چلے جاتے ہیں۔ اسے مخلص بھی بناتے جاتے ہیں۔ گویا تمہاری حسن ظنی اتنی زیادہ ہوتی ہے یا تمہاری

دین سے لاپرواہی اور استغناء

اتنا زیادہ ہے کہ ایک سڑی ہوئی لاش تمہارے سامنے پڑی ہوتی ہے اور تم اسے زندہ کہتے ہو۔ اگر تم میں دین کی محبت کا ذرا بھی احساس ہوتا تو تم سمجھتے یہ لوگ مرگئے ہیں اب ہمیں ان کو دفن کردینا چاہیئے اور اگر ابھی وہ مرے نہیں صرف روحانی بیمار ہیں تو جس طرح کوئی جسمانی بیمار ہوتا ہے تو تم اس کا علاج کرتے ہو۔ اسی طرح تمہارا فرض تھا کہ تم ان کا علاج کرتے اور ان کی درستی کی کوشش کرتے۔ انسان کا جسم چونکہ مردہ ہوجاتا ہے اور سب لوگ اس کو جانتے ہیں۔ اس لئے جب کوئی بیمار ہوتا ہے تو لوگ اس کا علاج کرتے ہیں اور وہ اسے

موت سے بچانے کی کوشش

کرتے ہیں۔ اگر انسانی جسم میں تعفن نہ پیدا ہوتا اور اس میں سڑاند پیدا نہ ہوتی تو شاید لوگ اپنے ماں باپ کا بھی علاج نہ کرتے اور وہ سمجھتے کہ اگر یہ مر بھی گئے تو ہم انہیں کرسیوں پر بٹھا رکھیں گے اور ان کو دیکھتے رہیں گے لیکن محض اس وجہ سے کہ انسانی جسم بگڑ جاتا ہے اس میں کیڑے پڑ جاتے ہیں۔ خواہ کوئی کتنا بھی پیارا ہو مرنے کے بعد انسان چاہتا ہے کہ اسے جلدی دفن کردے تاکہ اس کی سڑاند اور بو اسے پریشان نہ کرے مگر روحانی طور پر سڑنے کی دوسرے شخص کو بدبو نہیں آتی اس لئے ان کے مرنے کے باوجود تم کوشش کرتے جاتے ہو کہ انہیں زندہ قرار دو۔ حالانکہ

حقیقت یہ ہوتی ہے

کہ جس طرح انسان جسمانی طور پر مرتا ہے وہ اگر روحانی طور پر مرنے والے کی مختلف کیفیتیں ہم محسوس کریں تو ہم ان کی موت سے بہت پہلے ان کے علاج میں مشغول ہوجائیں مگر ہم ان کا علاج نہیں کرتے جس کا

نتیجہ یہ ہوتا ہے

کہ وہ مرجاتے ہیں اور جب وہ مرجاتے ہیں۔ تو سل اور دق کی طرح ان کی بیماری ہمارے اندر بھی پیدا ہوجاتی ہے مگر سل اور دق میں تو جہاں کھانسی ہوئی بخار ہوا لوگ ڈاکٹر کے پاس دوڑے چلے جاتے ہیں۔ اور یہاں چونکہ تم اس کو زندہ اور تندرست سمجھتے ہو اس لئے تم بھی رفتہ رفتہ دین میں سست ہوجاتے ہو۔ اور اپنی بیماری کا فکر نہیں کرتے۔ کہتے ہو الحمد للہ مجھے احمدیت سے بڑا اخلاص ہے صرف اتنی بات ہے کہ کبھی کبھی جھوٹ بول لیا کرتا ہوں۔ میں بڑی ہی فدائی ہوں احمدیت کا۔ اور میں اپنے آپ کو اخلاص اور محبت میں دوسروں سے کم نہیں سمجھتا۔ صرف اتنی بات ہے کہ میں نماز نہیں پڑھتا۔ اس طرح تم بھی مرجاتے ہو اور پھر تمہارا ہمسایہ تم سے اثر قبول کرتا ہے اور وہ بھی مرجاتا ہے۔ رفتہ رفتہ وہ مردوں کی ایک جماعت ہوجاتی ہے جو زندوں کے لباس میں ہوتی ہے۔ اور آخری نتیجہ اس کا یہ ہوتا ہے کہ

قومی جد و جہد

کو ایسے لوگ بالکل ترک کردیتے ہیں اور نیکیوں میں آگے قدم بڑھانے کا مادہ ان میں نہیں رہتا۔

ہماری جماعت کو یہ بات اچھی طرح سمجھ لینی چاہیئے کہ روحانی موت اور جسمانی موت یہ دونوں متوازی چیزیں ہیں۔ روح بھی مرتی ہے اور جسم بھی مرتا ہے۔ جب روح مرتی ہے تو

خدا کی ناراضگی

اور اس سے دوری کی علامات ظاہر ہوتی ہیں اور جب جسم مرتا ہے تو سانس رک جاتا ہے۔ آنکھیں بند ہوجاتی ہیں۔ کان سننا بند کردیتے ہیں اور جسم کی حس و حرکت باطل ہوجاتی ہے۔ یہ ظاہر ہے کہ جسمانی موت سے روحانی موت زیادہ خطرناک ہوتی ہے۔ کیونکہ خدا کی ناراضگی اور

فرشتوں کی لعنت

یہ بڑا بھاری عذاب ہے لیکن جسمانی موت میں ایسا نہیں ہوتا بلکہ بسا اوقات جسمانی موت پر اللہ تعالیٰ کے فرشتے آتے ہیں اور وہ کہتے ہیں میاں تمہیں خدا اپنے انعامات دینے کے لئے بلا رہا ہے اور جنت کے دروازے اس کے لئے کھل جاتے ہیں اور آسمانی وجود اس کے لئے دعائیں کرتے اور اسے السلام کہتے ہیں پس ہمارے

نوجوانوں کو چاہیئے

کہ جہاں وہ جسمانی موت سے اتنا گھبراتے اور پریشان ہوتے ہیں وہاں وہ روحانی موت سے بھی اتنا ہی گھبرائیں اور اس سے بچنے کی کوشش کریں۔ ابھی پرسوں کی بات ہے کہ ایک صاحب نے مجھے بتایا کہ یہاں جو احمدی فوجی افسر یا نیوی کے افسر ہیں وہ چندہ نہیں دیتے۔ مجھے یہ سنکر بڑا تعجب آیا کہ جب میں یہاں آتا ہوں۔ تو وہ شوق سے میرے آگے آجاتے ہیں۔ اور میرے ساتھ ساتھ پھرتے ہیں لیکن ان کی عملی حالت یہ ہے کہ وہ چندہ ہی نہیں دیتے۔ گویا ان کا ساتھ ساتھ پھرنا ایسا ہی ہے جیسے کسی مردہ لاش کو کل لگا کر تھوڑی دیر کے لئے چلا کر دکھا دیا جائے۔ ہم انہیں چلتے پھرتے ہوئے دیکھتے ہیں تو سمجھتے ہیں کہ وہ زندہ ہیں۔ حالانکہ وہ

مردہ لاشیں

ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ ذمہ داری ایک حد تک باقی جماعت پر بھی ہے ہر شخص جو خراب ہوتا ہے وہ دفعۃً نہیں ہوتا بلکہ آہستہ آہستہ ہوتا ہے اور جب کوئی خرابی کی طرف اپنا قدم بڑھانے لگتا ہے۔ تو کیوں جماعت کے لوگ اسے نہیں سمجھاتے۔ کیوں اس کی سست ساعت نہیں کرتے۔ کیوں اس کی اصلاح کی کوشش نہیں کرتے۔ ان کا فرض ہے کہ وہ اسے سمجھائیں اسے نصیحت کریں۔ اسے

تحریص و ترغیب دلائیں

اس کے دینی احساسات کو بیدار کرنے کی کوشش کریں۔ ہاں کچھ عرصہ کے بعد جب دیکھیں کہ وہ اپنے اندر کوئی تغیر پیدا کرنے کے لئے تیار نہیں ہوا۔ تو اسے چھوڑ دیں اور سمجھیں کہ اب روحانی لحاظ سے مرچکا ہے جیسے پانی میں ڈوبنے والا جب ڈوب جاتا ہے

تو پانی سے اگر ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر اندر اسے نکال لیا جائے اور اسے مصنوعی تنفس دلایا جائے تو عجب نہیں ہے کہ کئی لوگ بچ جاتے ہیں۔ اور ڈوبنے کے دس پندرہ منٹ کے اندر اندر اسے نکال لیا جائے تو اکثر لوگ بچ جاتے ہیں۔ لیکن اگر چوبیس گھنٹے گزر جائیں یا دو تین دن گزر جائیں تو پھر اسے زندہ کرنے کی ہر کوشش بے کار ہوتی ہے۔

اسی طرح اگر تمہارا کوئی بھائی کمزور ہے تو اسے تم

سمجھانے کی کوشش

کرو۔ اس کے لئے دعائیں کرو۔ اسے وعظ و نصیحت کرو۔ لیکن جس طرح وہ شخص احمق سمجھا جائے گا جس کے بھائی کو ڈوبے ہوئے دو تین دن گزر چکے ہیں اور وہ اس کے ہاتھ ملا رہا ہے۔ اسی طرح وہ شخص بھی احمق سمجھا جائے گا جو سالہا سال تک سمجھاتا چلا جاتا ہے۔ اور پھر یقین رکھتا ہے کہ ابھی وہ زندہ ہے۔ جس طرح ڈوبنے کے دس پندرہ منٹ یا ڈیڑھ دو گھنٹے کے اندر اندر بچانے کی کوشش کرنا ضروری ہوتا ہے۔ اور جیسا کہ میں نے بتایا ہے طب کہتی ہے کہ دو گھنٹے تک بعض ڈوبنے والے زندہ ہو سکتے ہیں۔ اسی طرح طب یہ بھی کہتی ہے کہ اگر بارہ گھنٹے کے بعد کوئی شخص ڈوبنے والے کو زندہ رکھنے کی کوشش کرتا ہے تو وہ اپنا وقت ضائع کرتا ہے۔ کیونکہ اتنے عرصہ میں اس کی حقیقی موت واقع ہو چکی ہوتی ہے۔ اسی طرح اگر کوئی کمزوری دیکھو تو

سب دوستوں کا فرض

ہے وہ اس کے پاس جائیں اور اسے سمجھائیں لیکن چھ مہینے یا سال کے بعد بھی اگر وہ اصلاح کرنے کی کوشش نہیں کرتا تو اسے مردہ قرار دیں میں نے دیکھا ہے بعض لوگ کہہ دیتے ہیں کہ دس سال ہو گئے فلاں کی ایسی حالت ہے اور ہم کوشش کر رہے ہیں کہ وہ اپنی اصلاح کر لے۔ حالانکہ یہ بے وقوفی کی بات ہے یہ ایسا ہی ہے۔ جیسے کوئی کہے کہ دس سال ہوئے فلاں شخص کے ڈوبے ہوئے گزر چکے ہیں مگر میں اب بھی اسے مصنوعی تنفس دلانے کی کوشش کر رہا ہوں۔ ایسے آدمی کو تم مردہ سمجھو اور اس سے اپنے تعلقات منقطع کر لو۔ بہرحال نیوی ہو اگر ایک احمدی بھی باقاعدہ چندہ دینے والا ہے تو اسے احمدی سمجھو۔ اگر دو چندہ دینے والے ہیں تو دو کو احمدی سمجھو۔ باقیوں کو کہو کہ تم ہمارے پاکستانی بھائی ہو۔ ہمارے ملکی بھائی ہو۔ لیکن احمدیت والا بھائی چارہ تمہارے ساتھ کوئی نہیں

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

فرماتے ہیں۔ آخر الدواء الکی۔ آخری علاج داغ دینا ہوتا ہے۔ یہ نہیں کہ ادھر پھنسی نکلی اور ادھر داغ دیدیا۔

ہاں جب سارے علاج ختم ہو جاتے ہیں۔ تو پھر نشتر لگانا یا داغ دینا پڑتا ہے یا عضو ہی کٹوانے پڑتے ہیں۔ بہرحال یہ سب آخری علاج ہیں اس سے پہلے پہلے ہمارا فرض ہے کہ ہم

اصلاح کے لئے

اپنا تمام کوششیں صرف کر دیں۔ اگر اس کے بعد بھی ان کی اصلاح نہ ہو تو پھر ہمارا اور ان کا تعلق ختم ہو جاتا ہے۔ بے شک اس کے نتیجہ میں کچھ لوگ ہم سے الگ ہو جائیں گے۔ لیکن اس صورت میں بھی ہمیں فائدہ ہی پہنچے گا۔ کیونکہ لوگ یہ سمجھیں گے کہ یہ لوگ مردوں کو اپنے ساتھ نہیں رکھتے۔ یہ زندوں کی جماعت ہے۔ مردوں کی جماعت نہیں۔ اس کے علاوہ تمہارا اپنا نمونہ ایسا ہونا چاہیئے۔ کہ چاہے تم زبان سے ایک لفظ بھی نہ کہو۔ تمہارے عمل سے لوگوں کو خود بخود تبلیغ ہوتی چلی جائے اگر ایک احمدی رشوت نہیں لیتا۔ ظلم نہیں کرتا۔ لوگوں کے ساتھ حسن سلوک سے پیش آتا ہے۔ کام میں دیانتدار ہے۔ محنت کا عادی ہے۔ قربانی اور ایثار سے کام لیتا ہے۔ تو کوئی آدمی خواہ اس کی مخالفت کرے۔

یہ لازمی بات ہے

کہ جب ترقی کا وقت آئے گا افسر اس کی سفارش کریں گے اور کہیں گے کہ یہ بڑا محنتی اور بڑا ہوشیار ہے اور جب افسر اس کی سفارش کریں گے تو مخالفین کا پروپیگنڈا خود بخود باطل ہو جائے گا اور لوگ سمجھیں گے کہ احمدیوں کو بلا وجہ بدنام کیا جاتا ہے۔ ورنہ وہ بڑے محنتی اور دیانتدار ہیں۔ پس اپنے کیریکٹر سے اپنی فوقیت ثابت کرو اور لوگوں کو احمدیت کی طرف مائل کرو۔ مجھے

ایک احمدی کا واقعہ

معلوم ہے جو حضرت خلیفۃ المسیح اول سنایا کرتے تھے۔ آپ فرماتے تھے۔ کہ کوئی احمدی ایسا تھا جس پر جھوٹے الزام لگا لگا کے اُسے سزا دینے کی کوشش کی جاتی تھی۔ ایک دفعہ پولیس اور فوج کے کچھ آدمیوں میں جھگڑا ہو گیا اور انہوں نے نہایت بری طرح مار اپیٹا۔ وہ انہیں پیٹتا تھا مگر لوگ رکتے نہیں تھے۔ بعد میں جب تحقیقات ہوئی تو فوجی سپاہیوں نے مارپیٹ سے انکار کر دیا۔ پولیس والوں نے کہا کہ ایک اور شخص بھی ان میں تھا جو ان کو لڑائی سے باز رکھتا تھا۔ وہ اس وقت پیش نہیں ہے۔ آخر معلوم ہوا کہ لڑائی کے بعد اس پر کوئی الزام لگا کر فوجی حوالات میں اسے دیدیا گیا ہے۔ جب اسے وہاں سے نکالا گیا تو اس نے سچی بات بتا دی۔ جب سپرنٹنڈنٹ پولیس کو یہ واقعہ معلوم ہوا۔ تو اس نے فوجی افسر کو لکھا کہ آپ کو اس کی ضرورت نہیں اسے ڈسچارج کر کے میرے پاس بھجوا دیں۔ چنانچہ وہ فوج سے ڈسچارج کر دیا گیا۔ اور پولیس میں اسے ملازمت مل گئی۔ تو

اعلیٰ کیریکٹر

بہرحال دوسروں پر اثر کرتا ہے پس ہمیں اپنے کیریکٹر کو بلند رکھنے اور اپنے اخلاق کو اعلیٰ بنانے کی کوشش کرنی چاہیئے اور ایسا نمونہ ان کے سامنے پیش کرنا چاہیئے کہ خود بخود ان کے دل ہماری طرف مائل ہوتے چلے جائیں۔

پس اپنے رویہ کو بدلو اور جماعت احمدیہ کے

کمزور حصّہ کی اصلاح

کرنے کی کوشش کرو۔ اور ہر احمدی کے کیریکٹر کا جائزہ لے کر اس کے مرض کو دور کرنے کی طرف توجہ کرو۔ اگر ایک شخص کو مرض ہے نماز نہ پڑھنے کا اور تم اس کو چندے کا وعظ کرتے ہو۔ یا ایک شخص کو چندہ نہ دینے کا مرض ہے اور تم اس کو نماز کا وعظ کرتے ہو تو یہ ایسا ہی ہو گا جیسے کھانسی والے کو سردرد کی دوا دے دی جائے۔ اور سردرد والے کو کھانسی کی دوا دے دی جائے۔ یا ہیضہ والے کو نقرس کی دوا دے دی جائے۔ جس طرح یہ بیوقوفی ہے اسی طرح وہ بھی بیوقوفی ہے پس علاج ہمیشہ مرض کے مطابق کرو اور جماعت کے کمزور حصہ کو مضبوط بنا لو اور

صُوبہ بہار کی بعض جماعتوں کا تبلیغی و تربیتی دورہ

از مکرم مولوی عبد الحق صاحب فضل انچارج مبلغ سلسلہ بہار

(۲)

خانپور ملکی ۱۰ اکتوبر کو بھاگلپور کی احمدیہ مسجد میں قرآن کریم کی آیت "لا تعلم نفس بای ارض تموت" کی قرآنی آیت پر خاکسار نے خطبہ جمعہ پڑھا اور بعد نماز جمعہ عزیز شاہ عباس احمد مرحوم کی نماز جنازہ غائب پڑھی گئی۔

بعد نماز جمعہ محترم سید عاشق حسین صاحب کی معیت میں پھر خانپور ملکی پہنچ گیا۔ ۱۵ اکتوبر کو بعد نماز ظہر خدام الاحمدیہ کا ایک اجلاس مسجد احمدیہ میں منعقد ہوا۔ تلاوت قرآن کریم کے بعد خاکسار نے قرآن کریم کی آیت خلق الانسان من کبد کی تفسیر بیان کی۔ اور نوجوانوں کو محنت۔ اطاعت اور زبان کے اچھے استعمال کی تحریک کی گئی۔ اور خدام الاحمدیہ کے نظام میں بیداری اور مخانیت پیدا کر کے مجلس کو آگے قدم بڑھانے کی ترغیب دی گئی۔ اور بعد اجلاس ایک پروگرام مرتب کیا گیا جس کے مطابق مہینہ میں دو روز خدام ملی اور دینی خدمات پر تقریریں کیا کریں گے اور مہینہ میں ایک مرتبہ وقار عمل کے ذریعہ سے خدمت خلق کا فریضہ مجموعی طور پر انجام دیا کریں گے۔ اور عہدیداران جماعت کی پوری پوری اطاعت کر کے جماعتی کاموں میں تعاون کیا کریں گے۔

ایک نکاح ودخصتانہ ۱۵ اکتوبر کی شام کو مکرم شیخ محمود الحسن صاحب "ملعیا" کی صاحبزادی امۃ الحفیظ صاحبہ کی برات کلکتہ سے خانپور ملکی پہنچی بعد نماز مغرب و عشاء تقریب نکاح منعقد ہوئی خاکسار نے خطبہ نکاح پڑھا اور مسنون خطبہ کا مفہوم و مطلب بتایا بعدہٗ مکرم شیخ غلام رسول صاحب کے نکاح کا اعلان محترمہ امۃ الحفیظ صاحبہ بنت مکرم شیخ محمود الحسن صاحب کے ساتھ کیا۔ اس نکاح کا مہر دو ہزار روپیہ قرار پایا۔ احباب کرام اس رشتہ کے بابرکت اور مثمر ثمرات حسنہ ہونے کے لئے دعا فرما کر عند اللہ ماجور ہوں۔

اس مبارک موقعہ پر مکرم غلام رسول صاحب موصوف نے ۲۵/- روپے شکرانہ فنڈ میں عنایت فرمائے جس میں سے ۵/- اعانت بدر اور ۲۰/- روپے شکرانہ فنڈ نام ہے۔ فجزاہ اللہ احسن الجزاء۔

۱۴ اکتوبر کو خاکسار خانپور ملکی سے روانہ ہو کر بھاگلپور آیا جہاں سے ؟ تک ... پور آ

مسجد کے مؤذن پہنچ گئے۔ بڑی عقیدت سے خاکسار سے معانقہ کیا۔ مکرم سید عاشق حسین صاحب نے ان کا تعارف کرایا اور تبلیغ شروع کر دی۔ مؤذن صاحب دوسرے احمدی احباب کے ساتھ ... رکھو اور داخل کرنے کے لئے بس سٹاپ تک گئے۔ وہاں بھی مختلف دوسرے غیر احمدیوں کے ساتھ انہیں تبلیغ کرتے رہے۔ اور دعا کی تحریک بھی کی۔ اس پر مؤذن صاحب نے ایک خواب کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ ... ہی اللہ تعالیٰ نے خواب میں بتایا ہے کہ یہ سلسلہ سچا ہے۔ اس پر مکرم سید صاحب نے فرمایا کہ آپ کا خواب ہم عام لوگوں کے سامنے ... کریں گے۔ انہوں نے اثبات میں ... اور کہا کہ میں تو نظام صاحب ... اس سے پہلے بھی اس سچائی کا اظہار کر چکا ہوں احباب کرام دعا فرما دیں کہ غازی پور کے ... سید اور عبد احمدیت کو قبول کر

مجھے مذہب اسلام کیوں پیارا ہے!

از مکرم بابو محمد یوسف صاحب سیکرٹری تبلیغ جماعت احمدیہ جموں

آریہ سماج جموں کی طرف سے ۱۲ اکتوبر کو ایک جلسہ میں "میرا مذہب مجھے کیوں پیارا ہے" کے عنوان پر مختلف مذاہب کے نمائندگان کو بولنے کا وقت دیا گیا۔ چنانچہ اس موقعہ پر مکرم بابو محمد یوسف صاحب سیکرٹری تبلیغ جموں نے بھی عنوان بالا پر پڑھ کر سنایا۔ مکرم بابو صاحب کی تقریر میں ہندی الفاظ زیادہ تھے جن کو آسان اردو میں بدل دیا گیا ہے۔ — (ایڈیٹر)

بھائیو اور بہنو! آپ کو معلوم ہے کہ ہر شخص جو کسی مذہب کو مانتا ہے وہ اس سے ضرور پیار کرتا ہے یا اسے پیار کا دعویٰ رکھتا ہے کہ اس سے اس کو پیار ہے۔ میرا مذہب اسلام ہے جس کے معنے صلح اور آشتی کے ہیں۔ یعنی وہ مذہب جو انسان کو اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار، پیارا اور بنی نوع انسان کا خیرخواہ، ہمدرد اور غمخوار بنا دے۔ مجھے میرا مذہب اسلام کیوں پیارا ہے؟ میں اس تھوڑے سے وقت میں تفصیل سے بیان نہیں کر سکتا۔ بہرحال میں مختصر طور پر اسلام کے چند اصول بیان کرتا ہوں جن اصولوں کے باعث مجھے اسلام سے محبت ہے۔

قرآن مجید خدا تعالیٰ کا وہ کلام ہے جس نے ہر قسم کے ذات پات کے حلقے توڑ کر اپنا دروازہ ہر کالے گورے، امیر و غریب، اونچ اور نیچ کے لئے کھول دیا۔ چنانچہ اس کو پڑھ کر ہر شخص خدا کا پیارا بن سکتا ہے۔

حضرت محمد صلے اللہ علیہ وسلم خدا تعالیٰ کے ایسے رسول ہیں جنہوں نے سارے جہان کے لوگوں کو قرآن شریف ان الفاظ سے پکارا

یا ایھا الناس انی رسول اللہ الیکم جمیعا۔

یعنی اے لوگو میں خدا تعالیٰ کا پیغمبر ہوں اور تم سب کے لئے آیا ہوں۔

پھر فرمایا:-

انا ارسلنٰک الا رحمۃ للعٰلمین

یعنی ہم نے تجھے تمام عالموں کے لئے رحمت بنا کر بھیجا۔

چنانچہ آپ نے اعلان فرمایا کہ پہلے جتنے بھی اوتار ہوئے ہیں وہ صرف اپنی قوم کی طرف خدا کا پیغام لے کر آئے تھے لیکن میں ساری دنیا کے لئے خدا تعالیٰ کا پیغام لے کر آیا ہوں۔ آپ نے خود مختلف ممالک کے بادشاہوں کو بھی تبلیغ کی۔ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم بھی خدا تعالیٰ کے اس کلام کو لے کر دنیا کے کناروں تک پھیل گئے۔ وہ اپنے وطنوں، عزیزوں اور اقارب سے جدا ہو کر دعوت اسلام دیتے ہوئے مشرق میں اگر ایران، افغانستان، ہندوستان، چین اور جاپان تک پہنچے تو مغرب میں افریقہ کے براعظم کے علاوہ یورپ کو طے کرتے ہوئے ہسپانیہ تک چلے گئے اور اسلام کا پیغام تمام دنیا میں پھیلا دیا۔

(۲)

مجھے میرا دھرم اسلئے پیارا ہے کہ اس نے اپنے کھیون ہارے مالک یعنی خدا کے متعلق اعلیٰ اور مقدس تعلیم دی اور خدا تعالیٰ کو لوگوں کے سامنے ایسے رنگ میں پیش کیا کہ انسان اس سے محبت اور پریم کرے اور اس کی محبت دل میں سما جائے اور وہ اس نشۂ محبت میں ایسا مخمور ہو جائے کہ اپنا مال، اپنی جان، اپنی عزت اور اپنی آبرو اور ہر پیاری چیز اس کے لئے قربان کر دے۔

(۳)

مجھے میرا دھرم اس لئے پیارا ہے کہ اس نے ایسے خدا تعالیٰ کو پیش کیا جو تمام عیوب سے پاک اور تمام نقائص سے منزہ ہے۔ وہ خالق کل اور ہر ایک چیز پیدا کرنے والا ہے۔ اسلام یہ بتلاتا ہے کہ تم کچھ نہ تھے۔ خدا تعالیٰ نے تم کو پیدا کیا اور دنیا کی سب چیزیں اسی نے محض اپنے فضل و کرم سے تمہیں بخش دیں۔ تم کو اس نے نیست سے ہست کیا۔ اسلئے تمہیں اس سے محبت اور پریم کرنا چاہیئے۔ وہی ہر لحظہ تمہاری حفاظت اور مدد کرتا ہے اور تمہاری دعا کو سنتا ہے۔ اور تمہارے دکھوں کو دور کرتا ہے۔ اگر تم سے غلطی ہو جائے تو وہ ماں سے بڑھ کر محبت کرنے والا ہے۔ اور تمہاری سچی توبہ پر تمہارے سارے گناہوں کو معاف کرنے والا ہے اور پھر اس کی رحمت تمہارے اعمال سے بڑھ کر تمہیں جزا دینے والی ہے۔ جب ہر ایک کا بھگت اس کو تکلیف کے وقت پکارتا ہے تو وہ اس کی آواز کو سنتا ہے اور اس کو دکھوں سے نکال کر سکھ اور چین کے رستے پر ڈالتا ہے۔ اس کی زندگی اطمینان کی زندگی ہوتی ہے۔ تب وہ انسان حقیقی نجات کو پاتا ہے

(۴)

مجھے میرا دھرم اسلئے پیارا ہے کہ اس نے پرماتما کے متعلق پریم کی تعلیم دی۔ اور سب انسانوں کو مساوی حقوق دیا۔ چنانچہ قوموں کے امتیاز، نسلوں کے امتیاز، خاندانوں اور ملکوں کے امتیاز کو مٹا دیا اور دنیا میں یہ اعلان کر دیا کہ اے لوگو! تم سب مرد و عورت سے پیدا ہوئے ہو۔ تم سب مساوی ہو۔ کوئی تم میں سے پیدائشی طور پر افضل و اعلیٰ یا ادنیٰ اور حقیر نہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی نگاہ میں وہی زیادہ عزت والا ہے جو زیادہ پرہیزگار ہے۔ چنانچہ اسلامی نماز میں اسی مساوات کی عملی تصویر نظر آتی ہے۔ جبکہ دنیا کے لحاظ سے کوئی اعلیٰ ہوتا ہے اور کوئی ادنیٰ۔ لیکن جب وہ نماز کے لئے کھڑے ہوتے ہیں تو سب بلا امتیاز ایک ہی صف میں کھڑے ہو جاتے ہیں ؎

ایک ہی صف میں کھڑے ہو گئے محمود و ایاز
نہ کوئی بندہ رہا نہ کوئی بندہ نواز!

نماز کے علاوہ اسلامی حج وحدت قومی کا مظہر ہے۔ مختلف ملکوں کے لوگ کفن کی طرح دو چادریں پہنے ہوئے ننگے سر اور ننگے پاؤں لبیک اللھم لبیک لا شریک لک لبیک کہتے ہوئے بیت اللہ شریف کا طواف کرتے ہیں۔

(۵)

مجھے میرا مذہب اس لئے پیارا ہے کہ وہ اعلان کرتا ہے کہ تم ایک خدا کی عبادت کرو۔ اور فرمایا۔

ولکل قوم ھاد۔ وان من امۃ الا خلا فیھا نذیر۔

کہ دنیا کی کوئی بھی ایسی قوم نہیں جس میں کوئی ہادی اور رہنما نہ آیا ہو۔ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی بانیٔ سلسلہ احمدیہ بھی اپنی کتاب تحفۂ قیصریہ میں اسلام کے اسی اصول کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:-

"میرا اصول نہایت ہی پیارا، امن بخش، صلح کاری کی بنیاد ڈالنے والا اور اخلاقی حالتوں کو مدد دینے والا ہے کہ ہم ان تمام نبیوں کو سچا سمجھیں جو دنیا میں آئے۔ خواہ ہند میں ظاہر ہوئے یا فارس یا چین میں یا کسی اور ملک میں اور خدا نے کروڑہا دلوں میں ان کی عزت و عظمت بٹھا دی اور ان کے مذہب کی جڑ قائم کر دی۔ اور کئی صدیوں تک وہ مذہب چلا آیا یہی اصول ہے جو قرآن نے ہمیں سکھایا۔ اس اصول کے لحاظ سے ہم ہر ایک مذہب کے پیشوا کو جن کی سوانح اس تعریف کے نیچے آگئی ہیں عزت کی نگاہ سے دیکھتے ہیں۔ گو وہ ہندوؤں کے مذہب کے ہوں یا فارسیوں کے مذہب کے یا چینیوں کے مذہب کے یا یہودیوں کے مذہب کے یا عیسائیوں کے مذہب کے"

قرآن کریم کے اس اصول کے تحت ہمارا یہ مذہب ہے کہ خدا تعالیٰ کا کلام مختلف اوقات میں اور مختلف ملکوں میں نبیوں اور رشیوں پر اترا اور اس زمانہ میں قرآن مجید کی شکل میں اترا جس کا دعویٰ ہے فیھا کتب قیمۃ یعنی تمام آسمانی کتابوں کی ابدی صداقتیں اور قائم رہنے والی تعلیمات اس میں موجود ہیں۔

(۶)

مجھے میرا مذہب اس لئے پیارا ہے کہ وہ سب سے آخری کامل شریعت والی کتاب قرآن مجید کو پیش کرتا ہے جس کی خاص حفاظت کی گئی ہے۔ اس کو انسانی دست برد سے محفوظ رکھا گیا ہے۔ یہی وہ اول کتاب ہے جس کے متعلق خود خدا تعالیٰ نے یہ وعدہ فرمایا ہے۔ انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون یعنی ہم نے ہی اسے اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔

• — وہ دنیا میں سب سے زیادہ پڑھی جاتی ہے چنانچہ مسلمان دن رات اس کو پڑھتے ہیں۔
• — اس کی زبان زندہ اور دنیا کے ایک بڑے حصہ میں بولی اور سمجھی جاتی ہے۔
• — چونکہ اس کی پیشگوئیاں پوری ہو کر اس کی صداقت اور تازگی کی گواہی دیتی ہیں۔
• — وہ زندہ پھل دیتی ہے یعنی اس کے متبعین تازہ بتازہ کلام الٰہی سے ہر زمانہ میں پائے جاتے ہیں۔

(۷)

میرا دھرم مجھے اس لئے پیارا ہے کہ اس نے ایک طرف غریبوں اور مسکینوں کی امداد کرنے کا حکم دیا اور دولت کو تجارتوں اور صنعتوں میں لگا کر عوام کو فائدہ پہنچانے کا راستہ کھولا۔ اور نیز لوگوں کو زبردست انتباہ کے ذریعہ ہوشیار کیا کہ اگر انہوں نے ملک اور قوم کی بہتری کے لئے روپیہ خرچ نہ کیا تو یہ دولت ان کے لئے دردناک عذاب بن جائے گی چنانچہ قرآن کریم میں اس بارہ میں لکھا ہے:۔

والذین یکنزون الذھب والفضۃ ولا ینفقونھا فی سبیل اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمٰی علیھا فی نار جھنم فتکوٰی بھا جباھھم وجنوبھم وظھورھم ھٰذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون۔

ترجمہ۔ جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے رہتے ہیں اور اسے خدا تعالیٰ کی راہ میں اس کے احکام کے مطابق خرچ نہیں کرتے ایسے لوگوں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دو۔ جس دن اس سونے چاندی کو جمع کرنے کے باعث جہنم کی آگ کو بھڑکایا جائے گا پھر اس سے ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو اور ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی۔ پھر کہا جائے گا یہ ہے

صوبہ اڑیسہ کا تبلیغی اور تربیتی دورہ!

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج صوبہ اڑیسہ

(۴)

آمد محی الدین پور مورخہ ۹ نومبر صبح پونے آٹھ بجے ہم دیوان شاہی سے روانہ ہو کر محی الدین پور گاؤں میں پہنچے۔ یہاں پر احباب جماعت نے ایک تبلیغی جلسہ کا انتظام کیا تھا۔

تبادلہ خیالات دیوان شاہی میں مولوی عبد الحفیظ صاحب زبیدی اور مولوی سراج الساجدین صاحب سے قریباً ایک گھنٹہ اختلافی مسائل پر تبادلہ خیالات ہوتا رہا تھا۔ ان دوستوں کی خواہش پر یہ طے ہوا تھا کہ دوسرے روز صبح ۸ بجے محی الدین پور میں تبادلہ خیالات ہو۔ چنانچہ ساڑھے آٹھ سے دس بجے تک مسئلہ وفات مسیح پر ان غیر احمدی علماء سے تبادلہ خیالات ہوتا رہا۔ اور ان کے سوالات کے جوابات از روئے قرآن مجید و احادیث دیئے گئے۔

تبلیغی اجلاس نماز عشاء کے بعد مکرم محی الدین صاحب احمدی کے مکان کے سامنے جو پنڈال تیار کیا گیا تھا اس میں تبلیغی جلسہ منعقد ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم مولوی سید محمد احمد صاحب سابق امیر پراونشل اڑیسہ نے فرمائی۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب نے ظہور مہدی کے متعلق تقریر فرمائی۔ آپ کے بعد مکرم سید فضل عمر صاحب نے صداقت حضرت مسیح موعودؑ پر تقریر فرمائی۔ بالآخر خاکسار نے قریباً اڑھائی گھنٹے مختلف اختلافی مسائل کی وضاحت کرنے کے لئے تقریر کی۔ جس میں ان شکوک و شبہات کا ازالہ کیا جو غیر احمدی علماء کی طرف سے جماعت احمدیہ کے عقائد کے بارہ میں پیدا کئے جاتے ہیں۔ اس تبلیغی اجلاس میں لاؤڈ سپیکر کا انتظام تھا۔ اول تو کافی تعداد میں مقامی غیر احمدی دوست شریک جلسہ ہو سکے تھے۔ اور جو دوست کسی وجہ سے شریک اجلاس نہ ہو سکے۔ ان لاؤڈ سپیکر رات کی خاموش فضا میں ہماری آواز اُن کے کانوں تک پہنچانے میں ہماری مدد کر رہا تھا۔ جلسہ کے اختتام کے بعد چند غیر احمدی دوستوں نے اپنے بعض شکوک و سوالات پیش کئے جن کے جوابات دیئے گئے۔

سونگھڑہ میں ارتداد کی پروپیگنڈا کا ایک لطیف جواب غیر احمدی علماء کی طرف سے سونگھڑہ کے ایک نوجوان کے ارتداد کا خوب چرچا کیا گیا تھا۔ حالانکہ کسی کا مرتد ہو جانا اصل حق و صداقت کو جھٹلا نہیں سکتا مگر اللہ تعالیٰ نے اس ارتداد کے پراپیگنڈا کا ایک حسین انتقام اس صورت میں لیا کہ جن دنوں میں اس نوجوان کے ارتداد کا اعلان ہو رہا تھا عین انہی دنوں میں دیوبند کے ایک فاضل جناب مولانا عبد المنان صاحب جعفری ناظم بین العلوم بڑتہ کو سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائی جب سونگھڑہ کے غیر احمدیوں کو میں نے اپنی تقریر میں یہ بات سنائی۔ کہ اگر کسی دینی لحاظ سے کمزور نوجوان نے کمزوری دکھائی ہے تو اس کے بدلہ میں اللہ تعالیٰ نے ہماری جماعت کو بہت بڑا عالم اور اس کا خاندان عطا فرمایا ہے۔ اور ایک جماعت حسب وعدہ قرآنی ہم کو دی ہے۔ تم بھی اللہ تعالیٰ کے اس حسین انتقام اور مسائل احمدیت پر سنجیدگی سے غور و فکر کرو۔ اللہ تعالیٰ ہدایت و رشد کی کوئی صورت پیدا فرمائے گا۔ بفضلہ تعالیٰ ان باتوں کا سنجیدہ طبع غیر احمدی بھائیوں پر خوشگوار اثر پڑا۔

روانگی برائے کیندرا پاڑہ حسب پروگرام ہم علاقہ سونگھڑہ سے دس نومبر کی صبح کو کیندرا پاڑہ کے لئے روانہ ہوئے۔ صالح پور تک سائیکل رکشا میں گئے اور وہاں سے بذریعہ بس کیندرا پاڑہ گئے جو صالح پور سے ۲۲ میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ مکرم قطب الدین صاحب صدر جماعت کے مکان پر قیام رہا۔ ہماری آمد سے قبل ہی احباب جماعت نے میونسپل ہال میں تقریر کا انتظام کیا ہوا تھا جس کی صدارت کرنا جناب S.D.O. صاحب P.K. Mishra نے منظور کر لیا تھا۔ اس اجلاس میں شمولیت کے لئے جماعت کی طرف سے مقامی افسران اور ہندو مسلم معززین کو دعوتی رقعہ جات بھجوائے گئے تھے۔ چنانچہ یہ اجلاس ساڑھے چھ بجے زیر صدارت جناب S.D.O. صاحب شروع ہوا۔ تعارفی تقریر مکرم مولوی سید فضل عمر صاحب نے فرمائی۔ بعد ازاں خاکسار نے حسب خواہش احباب "جشن آزادی اور قومی یکجہتی" پر قریباً ایک گھنٹہ تقریر کی چونکہ کیندرا پاڑہ میں کچھ عرصہ قبل ہندوؤں اور مسلمانوں کے باہمی تعلقات قدرے کشیدہ تھے۔ اس لئے بفضلہ تعالیٰ اس تقریر کا ایک اچھا اثر ہوا۔ اور ہر طبقہ نے اس تقریر کو موقعہ محل کے مناسب قرار دیتے ہوئے پسند کیا۔ خود صدر اجلاس جناب ایس۔ڈی۔او صاحب نے اس تقریر کے بارہ میں صرف اپنی پسندیدگی کا اظہار کیا۔ بلکہ اڑیا زبان میں اپنی تقریر کا خلاصہ بھی حاضرین کو سنایا۔

مکرم قطب الدین صاحب صدر جماعت و مکرم محمود احمد صاحب نے اس اجلاس کے جملہ انتظامات کرنے میں بڑی مستعدی سے کام لیا۔ فجزاھم اللہ احسن الجزاء

آمد بھوبنیشور ۱۱ نومبر کی صبح کو ہم کیندرا پاڑہ سے بھوبنیشور کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوئے۔ پہلے کٹک آئے اور کٹک سے بذریعہ بس بھوبنیشور ساڑھے ۲ بجے بعد دوپہر پہنچ گئے۔ قیام مکرم سید منظور احمد صاحب صدر جماعت کے ہاں رہا۔ طلباء کی اسٹرائیک کے پیش نظر پبلک میں کسی جلسہ کا انتظام نہ ہو سکا۔ مقامی احباب جماعت مغرب کے وقت ہماری قیام گاہ پر جمع ہو گئے۔ مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب قائمقام پراونشل امیر بھی تشریف لے آئے اس طرح موقعہ سے فائدہ اٹھا کر صوبہ اڑیسہ کی جماعتوں خصوصاً کٹک اور بھوبنیشور میں تبلیغی اور تربیتی مہمات کو تیز کرنے کے بارہ میں باہمی مشورہ کیا گیا۔ اڑیا زبان میں لٹریچر شائع کرنے کے لئے بھی کچھ پروگرام بنایا گیا۔ انشاء اللہ اس تجویز کو عملی جامہ پہنانے کے لئے جلدی مناسب اقدام کیا جائے گا۔ اور نظارت تبلیغ کا بھی تعاون حاصل کیا جائے گا۔

روانگی برائے کیرنگ حسب پروگرام خاکسار اور مکرم سید فضل عمر صاحب ۱۲ نومبر کی صبح کو بھوبنیشور سے کیرنگ کے لئے بذریعہ بس روانہ ہوئے خوردہ ٹاؤن تک بس میں گئے۔ وہاں کچھ دیر کے لئے عزیزم حاتم بھائی صاحب کی دکان پر قیام کیا۔ عزیزم مکرم سید جلیل احمد صاحب ایم۔اے اور مکرم سید فضل الرحمٰن صاحب بھی آ گئے۔ موضع کیرنگ خوردہ سے قریباً سات میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ خوردہ میں کچھ عرصہ قیام کے بعد ہم سب قبل از نماز ظہر کیرنگ پہنچ گئے۔ کیرنگ کی بستی کے باہر احباب جماعت نے اہلاً و سہلاً و مرحباً اور نعرہ ہائے تکبیر کے ساتھ ہمارا استقبال کیا۔ مسجد احمدیہ سے ملحقہ مدرسہ احمدیہ میں ہمارے قیام کا انتظام تھا۔

کیرنگ میں تبلیغی و تربیتی جلسے صوبہ اڑیسہ میں کیرنگ بھی ایک ایسی بستی ہے جو قریباً پوری کی پوری احمدی ہے۔ اور تعداد کے اعتبار سے تقسیم کے بعد ہندوستان میں سب سے بڑی جماعت کیرنگ میں ہے۔ ۱۳ نومبر کو جمعہ تھا۔ اس لئے خطبہ جمعہ خاکسار نے پڑھا اور احباب جماعت کو اس امر کی طرف توجہ دلائی کہ وہ احمدی باعمل بنیں تاکہ ہمارا اچھا عمل نمونہ دوسروں کے لئے کشش کا باعث ہو اور جماعت مزید ترقی کرے۔

قیام کیرنگ کے دوران میں ایک تربیتی اجلاس اور چار تبلیغی اجلاس منعقد ہوئے۔ ۱۴ اور ۱۵ نومبر کو کیرنگ کا جلسہ سالانہ تھا۔ دونوں دن دو دو اجلاس ہوتے رہے۔ ان اجلاسات کی مکمل روئیداد اور رپورٹ مکرم سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ کیرنگ مرتب کر کے جلد اشاعت کے لئے بھجوا دیں گے۔ انشاء اللہ۔

جلسہ کیرنگ کا حسین انتظام اور رتیں ہیئتیں یہ امر باعث خوشی و مسرت ہے کہ جلسہ سالانہ کیرنگ بفضلہ تعالیٰ ہر لحاظ سے کامیاب رہا۔ اس جلسہ میں صوبہ اڑیسہ کی قریباً ہر جماعت کے احباب شریک ہوئے۔ سورو کی جماعت کے صدر صاحب لاؤڈ سپیکر بھی ہمراہ لائے۔ تبلیغی و تربیتی اجلاسوں کے علاوہ پراونشل عہدیداران۔ عہدیداران جماعتہائے اڑیسہ و مبلغین کرام کی ایک مجلس شوریٰ بھی منعقد ہوئی جس میں جماعتی امور مہمہ پر مشورے اور فیصلے ہوئے۔

باہر کی جماعتوں سے آئے ہوئے مہمانان کرام کے قیام و طعام کا تسلی بخش انتظام تھا۔ خدام الاحمدیہ میں ماشاء اللہ خدمت کا جذبہ نمایاں نظر آتا تھا۔ مسجد احمدیہ کے گیٹ کے پاس خدام الاحمدیہ کا پرچم لہرا رہا تھا۔ جس کا وہ پہرہ بھی دے رہے تھے اور اسی طرح دوسرے سپرد شدہ فرائض کو بھی وہ خوش اسلوبی سے ادا کر رہے تھے اس سالانہ جلسہ کے جملہ اخراجات مقامی جماعت نے ہی برداشت کئے۔ جماعت کیرنگ کا حسین انتظام جلسہ سالانہ قادیان کی یاد تازہ کر رہا تھا۔ اس جلسہ کو کامیاب بنانے کے لئے مکرم شیخ طاہر الدین صاحب صدر جماعت۔ مکرم خان بہادر صاحب خان صاحب مکرم سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ کیرنگ اور قائد صاحب خدام الاحمدیہ کیرنگ کا باہمی تعاون اور مساعی قابل مبارکباد ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ سب کارکنان جلسہ کو دینی و دنیوی برکات سے نوازے اور اُن کی خدمات کو قبول فرماتے ہوئے انہیں اجر عظیم عطا فرمائے۔ آمین۔

۱۵ نومبر کو دوسرے اجلاس کے عین دوران میں مکرم دربار خان صاحب آف رنگاڈیا نے اپنی قبول احمدیت کا اعلان کیا۔ اور دوسرے روز مکرم شیخ شریف صاحب نے مع اہل و عیال سلسلہ عالیہ احمدیہ میں شمولیت اختیار کی اور بیعت فارم پُر کر دیا۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ان نومبایعین کو استقامت عطا فرمائے۔ آمین۔

واپسی کلکتہ حسب پروگرام خاکسار ۱۶ نومبر کو بعد نماز ظہر کیرنگ سے بذریعہ بیل گاڑی خوردہ کے لئے روانہ ہوا۔ احباب جماعت نہایت ہی محبت کا مظاہرہ کرتے ہوئے بس سٹینڈ تک الوداع کہنے کے لئے آئے۔ بعدہ خان صاحب سے رخصت ہوا۔ خوردہ ٹاؤن سے بذریعہ بس خوردہ روڈ ریلوے اسٹیشن پہنچے چونکہ پوری ایکسپریس پہلے سے بہت زیادہ پُر تھی۔ رات کو وہاں سے سوار

قادیان سے قادیان تک

(بقیہ صفحہ ۲)

جماعت کالیکٹ کے مخلصین نے صوبہ کیرلہ میں سب سے زیادہ وصیتیں کی ہیں یہاں ۹۰ وصیتیں ہو چکی ہیں۔

یہ علاقے جن میں ہم سفر کر رہے تھے ہندوستان کے انتہائی جنوب میں مغربی ساحل پر واقع ہیں۔ یہ سارا علاقہ اتنا پر فضا اتنا خوبصورت اور اس قدر دیدہ زیب ہے کہ یوں معلوم ہوتا ہے کہ ہم کوئی خواب دیکھ رہے ہیں ناریل کے بلند و بالا خوبصورت درختوں کے باغات پہاڑی کے نرم و نازک اور جاذب نظر آسمان سے باتیں کرتے ہوئے درختوں کے جھنڈ اور میدانی علاقوں میں دھان کے وسیع و عریض کھیتوں کی شکل میں پھیلا ہوا سبزہ زار نہایت مسحور کن نظارے پیش کرتے ہیں۔ اور ایک نووارد ان نظاروں میں کھو کر رہ جاتا ہے وہاں کے باشندوں کا یہ دعویٰ ہے کہ کشمیر اپنی خوبصورتی کے لحاظ سے کیرالہ کے مقابلہ میں بالکل ہیچ ہے۔ میں نے کشمیر نہیں دیکھا لیکن کیرالہ کو دیکھنے کے بعد یہ حتمی طور پر کہہ سکتا ہوں کہ ہندوستان کے جو علاقے (اور قریباً سارا ہندوستان) میں نے دیکھے ہیں۔ کیرالہ اُن میں اپنی نظیر آپ ہے۔ پھولوں کے وہ پودے جنہیں ہم شمالی ہند میں اپنے گھروں یا باغوں میں اُگاتے ہیں اور وہ پھول دینے کی عمر کو پہنچنے تک سینکڑوں نخرے کرتے ہیں کبھی مُرجھانے کی کوشش کرتے ہیں اور کبھی مُرجھا جاتے ہیں اور اُن کے پھولوں کے انتظار میں بھیلا لگ جاتے ہیں وہ پھول کیرالہ کے علاقہ میں جنگلوں کے اندر اور پہاڑیوں کے نشیبوں اور فرازوں میں ہر وقت اپنی بہار دکھاتے لہلہاتے اور دیکھنے والوں کی نظر نواز کرتے ہیں اور مالا بار کا سارا علاقہ ایک سدا بہار چمن زار معلوم ہوتا ہے۔

ایک بڑی عجیب بات جو کیرالہ میں دیکھنے میں آئی وہ یہ ہے کہ اگر کیرالہ کے سارے علاقے کو اٹھا کر وہاں رکھ دیا جائے جہاں اس وقت ملایا کا ملک ہے اور ملایا کو کیرالہ کی جگہ رکھ دیا جائے تو قطعاً کوئی فرق نہیں پڑے گا۔ جیسا کہ قارئین جانتے ہیں کیرالہ کا سابقہ نام مالابار تھا اور میں سمجھتا ہوں کہ سب سے پہلے مالابار کے لوگ ملایا کے علاقہ میں پہنچے اور ملایا نام بھی اُنہی کا رکھا ہوا ہے اور یہ عجیب بات ہے کہ ملایا اور مالابار کے لوگوں کے لباس میں بھی کامل مشابہت پائی جاتی ہے۔ اور ان کے لب و لہجہ میں بھی نسبت بڑی یکسانیت ہے تو کہ دونوں قوتوں کی زبان کے بعض الفاظ اور ان کا تلفظ بالکل ایک جیسا ہے۔

پھر مالابار کے اکثر حصے ایسے ہیں جن میں اگر آپ بس کے ذریعہ تین چار سو میل کا سفر کریں تو آپ کو یوں معلوم ہوگا کہ ایک شہر ہے جو تین چار سو میل کی لمبائی میں لمبا ہوا ہے۔ سڑک کے دو رویہ مکانوں کا سلسلہ سینکڑوں میل تک غیر منقطع طور پر چلا جاتا ہے۔ اور سفر میں ویرانی اور تنہائی کا کہیں احساس نہیں ہوتا۔

کالیکٹ سے ہمارا وفد ۲۴ گھنٹے کا سفر ۷۲ کر کے کرناگاپلی پہنچا۔ یہاں سے محترم مولوی محمد ابوالوفا صاحب مبلغ کالیکٹ بھی وفد کے ہمراہ کرناگاپلی تشریف لے گئے جنہیں مترجم کے طور پر ساتھ لیا گیا تھا۔ کرناگاپلی میں مسجد احمدیہ میں ہمارا قیام ہوا۔ اگلے روز شام کے وقت مسجد احمدیہ میں ایک تربیتی اجلاس منعقد ہوا۔ جس میں مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب نے تربیتی تقریر کی اور تربیتی امور کے علاوہ وصیت اور زکوٰۃ کی اہمیت بیان کی۔ یہاں چار مخلصین نظام وصیت میں شامل ہوئے۔ مکرم محی الدین صاحب کنجو تاجر جو خدا کے فضل سے اچھی مالی پوزیشن رکھتے ہیں۔ نے وعدہ فرمایا کہ وہ جلد ہی حساب لگا کر زکوٰۃ بھی ادا کریں گے۔ اور وصیت بھی کر دیں گے۔

اب ہم ایک ایسے مقام (کرناگاپلی) پر تھے جو ہندوستان کے آخری جنوبی کنارے "راس کماری" سے قریباً ڈیڑھ سو میل کے فاصلہ پر ہے یہ وہ مقام ہے جہاں تین سمندر باہم بغلگیر ہوتے ہیں یعنی بحیرۂ عرب، بحیرۂ ہند اور خلیج بنگال۔ محترم محی الدین صاحب کنجو نے یہ مقام دیکھنے کے لئے اپنی کار پیش کی اور ۲۸ اکتوبر کی صبح کو ہمارا وفد راس کماری کو دیکھنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

راستہ میں ایک مقام کوٹار آتا ہے۔ یہاں خدا کے فضل سے ایک چھوٹی سی جماعت ہے جس نے بڑی ہمت اور اخلاص کے ساتھ مسجد اور انجمن کے لئے ایک وسیع مکان کافی روپیہ کی لاگت سے خرید کیا ہے۔ وفد چند منٹ کے لئے وہاں ٹھہرا۔ وہاں کے احمدی احباب کا تقاضا تھا کہ وفد ایک روز وہاں قیام کرے لیکن چونکہ کوٹار ہمارے پروگرام میں شامل نہ تھا اور وفد کے پاس بھی وقت نہ تھا اس لئے افسوس کہ ان کی اس خواہش کو پورا نہ کیا جا سکا اور راس کماری سے واپسی پر تھوڑی دیر ٹھہرنے کا وعدہ کیا گیا۔

کوٹار راس کماری سے صرف دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ یہاں کی جماعت کو دیکھ کر بہت مسرت ہوئی کیونکہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا الہام "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا" یہاں پورا ہو رہا تھا۔ یہ حصہ بھی زمین کا ایک کنارہ ہی کہا جا سکتا ہے۔ اس سے آگے سمندر ہے۔ اور ہندوستان کے جنوب میں سیلون کا ملک ہے جہاں خدا کے فضل سے کافی تعداد میں جماعت احمدیہ قائم ہے۔ (باقی)

چندہ جلسہ سالانہ

جلسہ سالانہ سے قبل اس کی سو فی صدی ادائیگی کی جانی ضروری ہے۔ جلسہ سالانہ کے مبارک ایام میں اب صرف ایک ہفتہ باقی رہ گیا ہے امید ہے کہ احباب جماعت اس میں شرکت کی تیاری کر رہے ہوں گے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ زیادہ سے زیادہ دوستوں کو اس روحانی اجتماع میں شامل ہونے کی توفیق عطا فرمائے اور اُن برکات سے وافر حصہ پانے کی سعادت بخشے جو سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس جلسہ میں شامل ہونے والے دوستوں کے لئے فرمائی ہیں۔

چندہ جلسہ سالانہ، چندہ عام اور حصہ آمد کی طرح لازمی چندہ ہے۔ جو کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے جاری ہے اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ مقرر ہے اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ارشاد کی تعمیل میں اس چندہ کی سو فی صدی وصولی جلسہ سالانہ سے قبل ہونی ازبس ضروری ہے تاکہ جلسہ کے کثیر اخراجات کا انتظام بروقت سہولت سے ہو سکے۔

اس تعلق میں پیشتر ازیں ایک سے زائد مرتبہ بذریعہ اخبار بدر اور بذریعہ سائیکلو سٹائل تحریک احباب جماعت اور عہدیداران کو توجہ دلائی جا چکی ہے مگر اس مد میں اب تک وصولی کی پوزیشن سے معلوم ہوتا ہے کہ متعدد جماعتہائے احمدیہ ہندوستان نے تا حال اس چندہ کی ادائیگی کی طرف کماحقہ توجہ نہیں دی۔ اور بعض جماعتیں ایسی ہیں جن کی طرف سے ابھی تک اس مد میں کوئی رقم وصول نہیں ہوئی۔

لہٰذا جملہ احباب جماعت، عہدیداران اور مبلغین کرام سے درخواست کی جاتی ہے کہ چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف خاص توجہ فرما کر عنداللہ ماجور ہوں۔ تمام عہدیداران مال کو کوشش کرنی چاہئے کہ بقیہ چند روز کے اندر اندر چندہ جلسہ سالانہ کی سو فیصدی وصولی ہو جائے اور جماعت کا کوئی فرد ایسا نہ رہے جس کے ذمہ یہ چندہ بقایا رہے۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے جماعت کے تمام احباب کو اس چندہ کی سو فی صدی ادائیگی کی توفیق بخشے۔ آمین

ناظر بیت المال قادیان

ولادتیں (۱) مکرم بہادر خان صاحب روڑیشا کے ہاں مورخہ $\frac{11}{24}$ کو لڑکی تولد ہوئی (۲) مورخہ $\frac{12}{24}$ کو مکرم ملک نذیر احمد صاحب پشاوری کو اللہ تعالیٰ نے دوسرا لڑکا عطا فرمایا محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے عزیز کا "فاروق احمد" نام تجویز فرمایا ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ ہر دو نومولودین کو نیک صالح بنائے اور والدین کی

صداقت احمدیت کے بعض عام فہم دلائل

مناسب ہے کہ دوست ان دلائل کو از بر کریں اور تبلیغ کے وقت ان سے استفادہ کریں ——— (ادارہ)

ختم نبوت کا صحیح مفہوم

سورۃ فاتحہ میں مسلمانوں کو یہ دعا سکھائی گئی ہے:-

اھدنا الصراط المستقیم
صراط الذین انعمت علیھم

کہ خدایا ہمیں سیدھے راستے پر چلا۔ ان لوگوں کے راستہ جن پر تیرا انعام ہوا۔ انعام پانے والے لوگوں کی تشریح کرتے ہوئے فرمایا ہے:-

ومن یطع اللہ والرسول
فاولٰئک مع الذین
انعم اللہ علیھم من النبیین
والصدیقین والشھداء
والصالحین وحسن اولٰئک
رفیقا ۝ (سورہ النساء آیت ۷۰)

یعنی وہ لوگ جو اللہ اور اس کے رسول کی پیروی کرتے ہیں وہ ان لوگوں کے ساتھ شامل ہیں جن پر خدا نے انعام کیا یعنی نبی اور صدیق اور شہید اور صالح۔ اور یہ لوگ آپس میں ایک دوسرے کے بہت اچھے ساتھی اور رفیق ہیں۔

یہاں مع کا لفظ استعمال کیا گیا ہے جو عربی میں "من" کے مفہوم کو بھی ظاہر کرتا ہے چنانچہ قرآن کریم میں آتا ہے:-

توفنا مع الابرار
(سورہ آل عمران آیت ۱۹۴)

یعنی نیک بندوں کے ساتھ یعنی ان میں شامل کرکے ہمیں وفات دے۔

پس ثابت ہوا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیروی کے نتیجہ میں آپ کے سچے متبعین مقام نبوت حاصل کر سکتے ہیں لیکن باقی نبیوں کے متبعین کے ساتھ صرف یہ وعدہ تھا کہ وہ صدیقوں اور شہیدوں میں شامل ہو سکتے ہیں۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:-

الذین اٰمنوا باللہ و
رسلہ اولٰئک ھم
الصدیقون والشھداء
عند ربھم ۝
(سورۃ الحدید آیت ۲۰)

۲- آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے صاحبزادہ ابراہیم کی وفات پر فرمایا:-

لو عاش ابراھیم لکان
صدیقا نبیا۔ (ابن ماجہ
کتاب الجنائز)

اگر میرا بچہ ابراہیم زندہ رہتا تو ضرور صدیق نبی بن جاتا۔

اگر نبوت بند ہوتی تو آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم یہ نہ فرماتے کیونکہ یہ کہنا کہ ابراہیم زندہ ہوتے تو ضرور نبی ہو جاتے اس بات کے مترادف ہے کہ اگرچہ وہ نبی بن سکتے تھے لیکن وہ وفات کی وجہ سے (نہ کہ ختم نبوت کی وجہ سے) نبی نہ بن سکے

۳- حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:-

قولوا انہ خاتم الانبیاء
ولا تقولوا لا نبی بعدہ۔

یعنی یہ کہو کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم خاتم النبیین ہیں مگر یہ نہ کہو کہ آپ کے بعد کوئی نبی نہ آئے گا۔

وفات مسیح

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات کا قرآن کریم میں تیس جگہ ذکر ہے لیکن زندگی کا ایک جگہ بھی نہیں۔

قرآن کریم میں متعدد ایسی آیات موجود ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات پر دلیل ہیں۔ سورۃ مائدہ کے آخری رکوع میں اللہ تعالیٰ نے نہایت وضاحت کے ساتھ یہ ذکر فرمایا ہے کہ جب قیامت کے دن اللہ تعالیٰ مسیح علیہ السلام سے یہ دریافت فرمائے گا

أانت قلت للناس اتخذونی
وامی الٰھین من دون اللہ

کہ کیا تم نے اپنی قوم کو کہا تھا کہ مجھ کو اور میری ماں مریم کو خدا تعالیٰ کے سوا معبود بنانا؟ تو مسیح علیہ السلام جواب دیں گے

ما قلت لھم الا ما امرتنی
بہ ان اعبدوا اللہ ربی
وربکم۔

میں نے ان سے صرف یہی بات کہی تھی جس کا تو نے مجھے حکم دیا تھا۔ یعنی یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمہارا بھی رب ہے اور پھر فرمائیں گے

وکنت علیھم شھیدا
ما دمت فیھم فلما
توفیتنی کنت انت الرقیب
علیھم ۝

کہ جب تک میں ان میں موجود رہا میں ان کا نگہبان رہا مگر جب تو نے میری روح قبض کر لی تو تو ہی ان کا نگہبان تھا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس جواب سے واضح ہے کہ عیسائیوں کی گمراہی ان کی زندگی میں شروع نہیں ہوئی بلکہ آپ کی وفات کے بعد وہ لوگ شرک میں مبتلا ہوئے۔ یہاں توفیتنی کے معنے وفات کے ہی ہیں کیونکہ امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کی تفسیر میں ایک حدیث لاتے ہیں کہ قیامت کے دن ایک موقعہ پر خود محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی انہی الفاظ میں جواب دیں گے جس سے ثابت ہے کہ حضرت رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم بھی فلما توفیتنی کے معنی وفات کے ہی سمجھتے تھے۔

صداقت مسیح موعود علیہ السلام

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے منجانب اللہ ہونے کی صداقت پر ایک عقلی دلیل پیش فرمائی ہے چنانچہ فرماتا ہے:-

لو تقول علینا بعض
الاقاویل لاخذنا منہ
بالیمین۔ ثم لقطعنا
منہ الوتین فما منکم
من احد عنہ حاجزین
(الحاقہ۔ آیت ۴۵)

یعنی اگر یہ شخص ہماری طرف جھوٹا الہام منسوب کر دیتا خواہ ایک ہی ہوتا تو ہم یقیناً اس کو دائیں ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی رگ گردن کاٹ دیتے۔ اور اس صورت میں تم سے کوئی بھی نہ ہوتا جو اسے خدا کے عذاب سے بچا سکتا۔

خدا تعالیٰ کی ہستی اور اس کے قادر و توانا ہونے پر ایمان رکھنے والا ہر انسان اس دلیل کے وزن سے انکار نہیں کر سکتا۔ خدا تعالیٰ نے قرآن کریم میں دوسرے متعدد مقامات پر فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ پر افترا کرنے والا کبھی کامیاب نہیں ہو سکتا۔

آیت مذکورہ بالا سے یہ ثابت ہے کہ کسی شخص کو اس کے جھوٹے دعوئے الہام کے بعد اتنی زندگی نہیں مل سکتی جتنی زندگی رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنے دعوئے نبوت کے بعد پائی تھی حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام نے اس آیت میں مذکورہ معیار کو اپنی صداقت کے لئے پیش فرمایا ہے اور سنہ ۱۸۶۹ء میں آپ الہامات الٰہی سے مشرف ہونے لگے۔ گویا آپ کے دعوئے الہامات کے بعد آپ نے قریباً ۴۰ سال عمر پائی۔ تاریخ میں کسی ایسے شخص کی مثال نہیں ملتی جس نے خدا کی طرف سے الہام کا مسلسل دعوئے کیا ہو اور اس نے اتنی طویل عمر پائی ہو۔

چنانچہ آپ نے فرمایا ہے:-

"اے نادانو! اور اندھو!
مجھ سے پہلے کون صادق ضائع
ہوا۔ جو میں ضائع ہو جاؤں گا
کسی سچے وفادار کو خدا نے
ذلت کے ساتھ ضائع کر دیا
جو مجھے ہلاک کرے گا۔ یقیناً
یاد رکھو اور کان کھول کر سنو کہ میری
روح ہلاک ہونے والی نہیں اور میری
سرشت میں ناکامی کا خمیر نہیں"
(انوار الاسلام)

درخواست دعا

خاکسار ۲۸ سال کے نہایت دراز عرصہ سے پانچ چھ دردناک امراض اور جسمانی جانگداز عوارض میں مبتلا چلا آ رہا ہے اور دن بدن حالت خستہ سے خستہ تر ہوتی جا رہی ہے۔ علاوہ ازیں خاکسار کی اہلیہ مسماۃ شمس النساء صاحبہ کو بھی مدت مدید سے متعدد تکالیف وہ امراض لاحق ہیں ہم دونوں کی روحانی و جسمانی شفاء عاجلہ و صحت کاملہ کے لئے درد دل سے دعا فرما کر ممنون کریں۔ خاکسار رشید

صوبہ بہار کی جماعتوں کا دورہ (بقیہ صفحہ ۵)

کیونکہ ظاہری پور میں پہلے بھی اللہ تعالیٰ نے احمدیت کی صداقت کے عظیم الشان نشانات ظاہر فرما چکا ہے۔ اور وہیں ان لوگوں کو انفرادی و اجتماعی طور پر تبلیغ ہوتی رہی ہے۔ خاکسار ۲۴ر نومبر کی شام کو بغرض تعزیت مونگھیر پہنچا۔ مکرم پروفیسر شاہ شہاب احمد صاحب ریلوے اسٹیشن پر ہی موجود تھے۔ محترم پروفیسر شاہ نبیل احمد صاحب کے مکان پر پہنچ کر تعزیت کی۔ ۲۵ر بعد نماز فجر قرآن کریم کی آیت ولنبلونکم بشیء من الخوف ... الخ کا درس دیا گیا۔ اور اس جانکاہ حادثہ پر صبر و سکون کی تلقین کی گئی۔ اللہ تعالیٰ ان لوگوں پر اپنا خاص فضل نازل فرماوے اور آئندہ پریشانیوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

۲۸ر کو خاکسار بخیریت قادیان پہنچ گیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک۔

شکریہ احباب جن احباب جماعت نے اس تبلیغی دورہ میں تعاون فرمایا۔ خاکسار ان سب احباب کا قلبی و صادقانہ شکریہ ادا کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ جملہ احباب کی ہر طرح سے حفاظت فرماوے اور ہر قسم کی پریشانیوں کو دور فرما کر اپنی بے شمار رحمتوں اور برکتوں کے دروازے کھول دے۔ اور بیش از بیش خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرماوے۔ اللھم آمین۔

وصیتیں

ذیل کی وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی کو کسی وصیت کے بارہ میں کوئی اعتراض ہو تو اس کی اطلاع دفتر مجلس کارپرداز کو دیں۔ سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان

نمبر ۱۳۴۰۲ میں وفات النساء زوجہ بابو عبد الرزاق صاحب قوم شیخ پیشہ خانہ داری عمر ۵۴ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۰ء ساکن گونڈہ ڈاکخانہ گونڈہ ضلع گونڈہ صوبہ یو۔ پی بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ رجولائی ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری کوئی آمد نہیں ہے البتہ مبلغ -/۲۵۰ روپے مجھے میرے خاوند کی طرف سے بصورت زیورات مل چکا ہے۔ اس طرح میرے پاس کل زیورات مالیتی ایک ہزار روپیہ کے ہیں ان کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں۔ اس کے علاوہ میری کوئی جائیداد منقولہ یا غیر منقولہ نہیں اگر میری وفات پر کوئی جائیداد اس کے علاوہ ثابت ہو۔ تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ وفات النساء۔

گواہ شد	گواہ شد
A. Razzaq Husband of wafa-tunnisa	مرزا امیر بیگ ولد مرزا دین محمد صاحب
29-7-64 جنت ریڈیو سروس گونڈہ یو پی	۲۷ رجولائی ۱۹۶۴ء
	معرفت جنت ریڈیو سروس گونڈہ یو پی

نمبر ۱۳۴۰۳ میں مرزا امیر بیگ ولد مرزا دین محمد صاحب قوم مغل پیشہ ملازمت عمر ۵۳ سال تاریخ بیعت ۱۹۳۳ء ساکن ضلع گونڈہ محلہ راد ھا کنڈ ڈاکخانہ گونڈہ صوبہ اتر پردیش بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۸ رجولائی ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میرا گزارہ ماہوار تنخواہ مبلغ -/۱۳۵ روپے پر ہے جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ علاوہ ازیں میرا ایک مکان ہے جس کی مالیت -/۲۰۰ روپیہ ہے اس کے ۱/۱۰ حصہ کی بھی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں اس کے علاوہ اس وقت میری کوئی جائداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ اگر میری وفات پر کوئی اس کے علاوہ جائیداد ہو تو اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد موصی مرزا امیر بیگ ۲۸ رجولائی ۱۹۶۴ء

گواہ شد	گواہ شد
مرزا منور احمد ۲۸/۷/۶۴	محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان
مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال قادیان	حال وارد گونڈہ
نزیل گونڈہ برائے دورہ	۲۸-۷-۶۴

گواہ شد A. Razzaq Secymal ۲۸-۷-۶۴

نمبر ۱۳۴۱۵ میں محمد ابراہیم احمد ولد اقبال حسین صاحب مرحوم قوم مسلمان احمدی پیشہ مختاری عمر ۶۵ سال تاریخ بیعت ۱۹۱۵ء ساکن بربورہ ڈاکخانہ بھاگلپور ضلع بھاگلپور صوبہ بہار بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۹/۹/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(الف) تفصیل جائیداد خود پیدا کردہ

(۱) اراضی زرعی تقریباً چار بیگھہ واقع موضع دریاپور تھانہ شاہ کنڈ ضلع بھاگلپور بحساب -/۵۰۰ روپیہ فی بیگھہ کل مالیتی -/۲۰۰۰ Rs. (۲) اراضی سکنی پانچ کٹھہ واقع محلہ بربورہ تھانہ کوتوالی بھاگلپور بحساب -/۵۰ روپیہ فی کٹھہ کل مبلغ -/۲۵۰ Rs. کل قیمت جائیداد غیر منقولہ خود پیدا کردہ مبلغ -/۲۲۵۰ Rs. (-/۲۰۰۰ + -/۲۵۰) اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔

(ب) اس کے علاوہ مندرجہ ذیل جائیداد جدی ہے جس میں ہم دو بھائی اور چار بہنیں بمطابق شرع محمدی حصہ دار ہیں (۱) لینڈ ریفارم ایکٹ کے تحت معاوضہ زمینداری نقدی کی صورت میں گورنمنٹ سے قابل وصول ہے جس میں کم و بیش موصی کا حصہ تقریباً ایک ہزار دو سو پچاس روپیہ ہوگا Rs. 1250/- (۲) ایک قطعہ باغ قلمی آم میں درختان آم و تاڑ وغیرہ تقریباً ایک بیگھہ پانچ کٹھہ واقع محلہ بربورہ میونسپلٹی بھاگلپور قیمتی ایک ہزار روپیہ -/1000 جس میں موصی کا حصہ تقریباً اڑھائی سو روپیہ ہے (-/250) (۳) جاگیر واقع موضع جی پور تھانہ ریلوے سٹیشن جی پور اراضی بائیس ۲۲ کٹھہ قیمتی بحساب -/35 روپیہ فی کٹھہ مبلغ -/770 روپیہ اور من موصی کے حصہ تقریباً -/192.50 Rs. آنے ہیں (۴) اراضی زرعی واقع موضع جی پور ۱/۲ بیگھہ جس کی قیمت تقریباً -/750 روپیہ ہے اور من موصی کے حصہ تقریباً 187/50 روپیہ آتے ہیں۔ (۵) ایک مکان جدی واقع محلہ بربورہ قیمتی -/800 روپیہ موصی کے حصہ کی قیمت تقریباً دو صد روپے ہوتے ہیں -/200 Rs. درختان آم و تاڑ و کٹھل وغیرہ تیس ۳۰ عدد واقع محلہ بربورہ تھانہ کوتوالی بھاگلپور و محلہ بھگت پورہ تھانہ سبور (Babaura) قیمتی تقریباً -/600 روپے جس میں من موصی کے حصہ کی قیمت تقریباً ڈیڑھ صد روپیہ ہوگی (-/150 Rs.) اس طرح من موصی کے حصہ کی جدی جائداد قیمتی -/2230 روپے کی آتی ہے اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اس کے بعد کوئی جائداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ لیکن میرا گزارہ صرف اس جائیداد پر نہیں بلکہ ماہوار آمد پر ہے۔ جو بصورت وکالت اس وقت تخمیناً دو صد روپیہ (-/200 Rs.) تقریباً ماہوار ہے۔ میں تازیست اپنی ماہوار آمد کا ۱/۱۰ حصہ داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائیداد جو بوقت وفات ثابت ہو۔ اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اور اگر کوئی روپیہ میں ایسی جائداد کی قیمت کے طور پر داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کی مد میں کروں تو اس قدر روپیہ اس کی قیمت سے منہا کر دیا جائے۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم

العبد موصی محمد ابراہیم احمد مختار۔

گواہ شد

گواہ شد	گواہ شد
Alam Jaein Pleader بربورہ بھاگلپور	محمد حفیظ بقاپوری
9/8/64	ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد بربورہ 9/8/64

گواہ شد مرزا منور احمد معاون ناظر بیت المال 9/8/64

نمبر ۱۳۴۲۱ میں محمد کریم الدین ولد محمد برہان الدین صاحب مرحوم قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۴۲ سال تاریخ بیعت ۱۹۵۲ء ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۳۰ راگست ۱۹۶۴ء حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

میری اس وقت کوئی جائیداد منقولہ و غیر منقولہ نہیں ہے۔ میرے پاس اس وقت مبلغ ۶۴-۱۳۹۰ روپے جمع ہیں جس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر اسکے بعد کوئی اور جائیداد پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور اس جائداد پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میرا گزارہ ماہوار آمد پر ہے جو اس وقت مجھے صدر انجمن احمدیہ کیطرف سے مبلغ -/۱۰۶ روپے ملتا ہے۔ میں اپنی اس آمد کا ۱/۱۰ حصہ تازیست خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں داخل کراتا رہوں گا نیز آمد کی کمی بیشی پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ اور یہ بھی بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان وصیت کرتا ہوں کہ میری جائداد جو بوقت وفات ثابت ہو اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ العبد محمد کریم الدین مبلغ سلسلہ احمدیہ ۳۰/۸/۶۴۔

گواہ شد	گواہ شد
عبد الحق ولد ابن حامد صاحب	منیف احمد گجراتی ولد حافظ غلام غوث صاحب
معلم تعلیم الاسلام سکول قادیان ۳۰/۸/۶۴	درویش ساکن قادیان ۳۰/۸/۶۴

نمبر ۱۳۴۳۰ میں مہراں بی بی زوجہ کبیر خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر بیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کیرنگ ڈاکخانہ خاص ضلع پوری صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۴/۸/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد مبلغ پانچسو پچیس روپیہ بذمہ خاوند مہر (-/۵۲۵) اور زیورات قیمتی ایک سو روپیہ کل مبلغ چھ سو پچیس روپیہ ہے (-/۶۲۵) اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر ایک اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور روپیہ اکٹھا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک بھی صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ نشان انگوٹھا مسماۃ مہراں بی بی

گواہ شد	گواہ شد
شوہر موصیہ دستخط کبیر خاں بحروف انگریزی	شیخ محمد ابراہیم نائب صدر جماعت احمدیہ
احمدیہ لائنز موہنی مائنز	موہنی مائنز (بہار)

نمبر ۱۳۴۳۱ میں عائشہ بی بی زوجہ نصر علی خاں صاحب قوم پٹھان پیشہ خانہ داری عمر ۲۷ سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن ادکہ ہٹہ ڈاکخانہ راجہ الا گرام ضلع کٹک صوبہ اڑیسہ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۱/۸/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں۔

میری موجودہ جائیداد حسب ذیل ہے:-

(۱) مہر بذمہ خاوند -/۵۵۰ روپے زیور مالیتی دو سو روپیہ کل مبلغ سات سو پچاس روپیہ Rs 750/- کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں (۲) اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۳) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور روپیہ اکٹھا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کارپرداز قادیان کو دیتی رہوں گی اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے بھی ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔

ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم الامۃ دستخط عائشہ بی بی بحروف انگریزی

حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔

(۱) زرعی اراضی ۵/۷ بیگھہ مالیتی اڑتیس ہزار روپیہ (۲) رہائشی مکانات مالیتی دو ہزار روپیہ کل مبلغ چالیس ہزار روپیہ کی ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان پر بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کروں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی (۲) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتا رہوں گا۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر میری جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ (۳) مذکورۃ الصدر جائیداد زرعی اراضی ۵/۷ بیگھہ سے مجھے اوسطاً چوبیس سو روپیہ سالانہ آمد ہوتی ہے اس سالانہ آمد کی بھی ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا ہوں۔ جو اپنی آمد کا یہ حصہ بھی تاحیات ادا کرتا رہوں گا۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ العبد دستخط اکبر علی صاحب بحروف بنگلہ۔ گواہ شد محمد نور عالم احمدی سیکرٹری مال جماعت احمدیہ کلکتہ ۲۸/۱۱/۶۴۔ گواہ شد راقم الحروف محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد کلکتہ ۲۸/۱۱/۶۴۔ گواہ شد عبد الرحمٰن فانی بانسرا مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم بانسرا ۲۸/۱۱/۶۴

مثل نمبر ۱۵۳۴۳ میں خدیجہ شفیع زوجہ شفیع احمد صاحب [illegible] قوم [illegible] پیشہ خانہ داری عمر اکتیس سال تاریخ بیعت پیدائشی احمدی ساکن کلکتہ ڈاکخانہ خاص ضلع کلکتہ صوبہ مغربی بنگال بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹/۱۱/۶۴ حسب ذیل وصیت کرتی ہوں

(۱) میری موجودہ جائیداد مبلغ تین سو روپیہ جہیز و ساماندار اور زیورات قیمتی بارہ سو روپیہ کل پندرہ سو روپیہ صرف ہے۔ اس کے ۱/۱۰ حصہ کی وصیت بحق صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتی ہوں اگر میں اپنی زندگی میں کوئی رقم یا کوئی جائیداد خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان بمد وصیت داخل یا حوالہ کر کے رسید حاصل کر لوں تو ایسی رقم یا ایسی جائیداد کی قیمت حصہ وصیت کردہ سے منہا کر دی جائے گی۔ (۲) اگر اس کے بعد کوئی جائیداد اور پیدا کروں تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو دیتی رہوں گی۔ اور اس پر بھی یہ وصیت حاوی ہوگی۔ نیز میرے مرنے کے وقت جس قدر جائیداد ہوگی اس کے ۱/۱۰ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ ربنا تقبل منا انک انت السمیع العلیم۔ الامۃ Khadija Shafi

گواہ شد خاوند موصیہ دستخط بحروف انگریزی شفیع احمد صاحب ۲۹/۱۱/۶۴

1- Chandni Chowk St. B 5, Brabourne Court

Calcutta - 13

گواہ شد راقم الحروف محمد حفیظ بقاپوری ایڈیٹر بدر قادیان حال وارد کلکتہ ۲۹/۱۱/۶۴

گواہ شد بشارت احمد امینی مبلغ سلسلہ احمدیہ مقیم کلکتہ ۲۹/۱۱/۶۴

مکرم سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب یادگیر وفات پا گئے

(انا للہ وانا الیہ راجعون)

خاندان حضرت سیٹھ شیخ حسن کو ایک اور بھاری صدمہ

یہ خبر جماعت میں بے حد رنج اور افسوس کے ساتھ سنی جائے گی کہ محترم سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیری مرحوم کی وفات کے صرف چار ماہ بعد ان کے سب سے بڑے فرزند مکرم سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب دل کے دورہ سے ۲/۱۲/۶۴ کو حیدرآباد میں وفات پا گئے ہیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ مرحوم نہایت مخلص اور ہونہار نوجوان تھے اور اپنے مخلص باپ اور اپنے بزرگ دادا کے رنگ میں رنگین تھے۔ خاندان حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب کے لئے یہ صدمہ بہت بھاری ہے یوں تو سیٹھ محمد عبد الحی صاحب کی وفات کا صدمہ ہی بہت بڑا تھا لیکن ان کی وفات کے بعد ان کے وسیع کاروبار کو سنبھالنے کے لئے سیٹھ محمد عبد اللطیف صاحب پر ہی بیری نظریں لگی تھیں۔ کیونکہ عملاً ایک عرصہ سے وہی سارے کاروبار کو چلا رہے تھے۔ اللہ تعالیٰ کی کمال حکمت ہے کہ وہ ولنبلونکم بشیء من الخوف والجوع ونقص من الاموال والانفس کے مطابق بسا اوقات مخلص ترین خاندانوں کو اس قسم کے شدید ابتلاؤں میں ڈال دیتا ہے۔ لیکن اس سے غرض مومنانہ امتحان اور ترقی درجات ہوتا ہے۔

مرحوم کی شادی ابھی قریباً اڑھائی سال قبل حیدرآباد میں محترم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب آف جینت کنٹہ کی لڑکی سے ہوئی تھی۔ اس شادی کے موقعہ پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب بھی بعض خدام کے قادیان سے تشریف لے گئے تھے اور گذشتہ سال مرحوم کے ہاں ایک فرزند بھی تولد ہوا تھا۔

ہم ادارہ بدر خاندان حضرت سیٹھ شیخ حسن صاحب کے تمام افراد اور خاندان مکرم سیٹھ محمد اسمٰعیل صاحب جینت کنٹہ اور جماعت یادگیر و حیدرآباد سے دلی ہمدردی کا اظہار کرتا ہے اللہ تعالیٰ مرحوم کی مغفرت فرمائے اور بلندی درجات بخشے۔ اور اپنے فضل و رحم سے جملہ پسماندگان کا حافظ و ناصر ہو۔ (آمین) (ادارہ)

خبریں

نئی دہلی ۷ دسمبر۔ وزیر دفاع مسٹری وائی بی چوہان نے آج لوک سبھا میں یہ اعلان کیا کہ بھارت چین کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کے لئے پوری طرح سے تیار ہے۔ انہوں نے کہا ہماری اطلاعات کے مطابق ہماری ساری شمالی سرحد پر مشرق سے لے کر مغرب تک چین کی ۱۴ سے ۱۷ ڈویژن تک فوج تعینات ہے۔ آپ نے کہا ہم نے اپنی فوج کو پہاڑی علاقوں کی جنگ کی ضرورت کے مطابق نئے ساز و سامان سے لیس کر دیا ہے۔ اس میں کچھ سامان ہماری آرڈیننس فیکٹریوں میں تیار ہوا ہے۔ اور کچھ باہر سے درآمد کیا ہے۔ آپ نے ایک اور سوال کے جواب میں اعلان کیا کہ بھارت ۱۰ دس پہاڑی ڈویژن قائم کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تین پہاڑی ڈویژنوں کی ٹریننگ اور انہیں ضروری اسلحہ اور ساز و سامان سے لیس کرنے کا کام مکمل ہو گیا ہے۔ تین مزید ڈویژنوں کو مارچ ۱۹۶۵ء تک جنگی ساز و سامان سے لیس کر دیا جائے گا اور باقی ماندہ چار ڈویژن بعد میں قائم کئے جائیں گے۔ ان کی ٹریننگ اور ساز و سامان کی فراہمی کا کام جاری ہے۔

کراچی ۷ دسمبر۔ پاکستان کے وزیر خارجہ مسٹر بھٹو نے کہا ہے کہ صدر ایوب نے برسر اقتدار آنے کے بعد بھارت اور پاکستان میں کنفیڈریشن کی کبھی پیشکش نہیں کی۔ وہ مس فاطمہ جناح کے اس الزام کی تردید کر رہے تھے کہ ایوب نے یہ پیشکش کر کے پاکستان کی خود مختاری بیچنے کی کوشش کی۔ انہوں نے کہا کہ برعکس اس کے صدر ایوب نے ملک کی حالت بہتر بنائی اور بھارت کا سامنا کرنے کے لئے ضروری حالات پیدا کئے۔ سابق حکومتیں اتنی کمزور تھیں کہ مسٹری نہرو نے ان کی طرف توجہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ ہم وہ دن نہیں بھول سکتے جب پنڈت نہرو توہین آمیز ڈھنگ سے کہتے تھے کہ وہ پاکستان سے بات چیت نہیں کر سکتے۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ پاکستان کے لیڈر کون ہیں۔

فرید کوٹ ۷ دسمبر۔ روسی سفارت خانہ میں کلچرل شعبہ کے ڈپٹی چیف مسٹر پولینسکی نے کہا ہے کہ روسی کمیونسٹ پارٹی کے فرسٹ سیکرٹری مسٹر برزنیف نے حال ہی میں بھارت کے تئیں اچھی ہمسائیگی اور دوستی کی پالیسی کا اعادہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ بھارت اور روس میں دوستی دیگر ملکوں کے ساتھ اس طرح کے تعلقات کو بڑھاوا دینے میں رکاوٹ نہیں بن سکتی۔

نئی دہلی ۷ دسمبر۔ پردھان منتری مسٹری لال بہادر شاستری برطانیہ کے چار دن کے دورہ کے بعد آج صبح واپس نئی دہلی پہنچ گئے۔ آپ نے وہاں برطانوی وزیر اعظم مسٹر ولسن اور ان کے ساتھی مدبرین کے ساتھ ملاقات کی۔ ہوائی اڈہ پر آپ کے سواگت کے لئے وزراء اور معززین بڑی تعداد میں موجود تھے۔ ان میں نائب راشٹرپتی ڈاکٹر ذاکر حسین۔ ہوم منسٹر شری نندہ۔ منصوبہ بندی منسٹر شری کرشنمچاری۔ وزیر اطلاعات مسٹری اندرا گاندھی اور دوسرے وزراء بھی شامل تھے۔ مسٹری شاستری نے اخباری نمائندوں کے سوال کا جواب دیتے ہوئے کہا کہ اس بات چیت سے ہم ایک دوسرے کے اور قریب آ گئے ہیں۔ اور اس سے ایک دوسرے کو سمجھنے میں بڑی مدد ملی ہے۔ آپ نے کہا مسٹر ولسن اور ان کی اہلیہ جلد ہی بھارت کے دورہ پر آئیں گے

نئی دہلی ۷ دسمبر۔ نیپال میں متعینہ بھارت کے نئے سفیر شری بن نارائن نے وزارت خارجہ کو مطلع کیا ہے کہ وہ حکومت کو اپنی رپورٹیں صرف ہندی میں ہی بھیجا کریں گے یہ پہلا موقعہ ہے جبکہ کسی بھارتی سفیر نے ایسا قدم اٹھانے کا فیصلہ کیا ہے۔ اور اس سے وزارت خارجہ کو کافی دقت کا سامنا کرنا پڑے گا۔ کیونکہ مرکزی سرکار کے دوسرے محکموں کی طرح یہ وزارت بھی اپنا کام انگریزی میں ہی کرتی ہے۔ پرفیسر کرشنا مین نے یہ بھی فیصلہ کیا ہے کہ وہ اپنی دعوتوں میں کسی کو شراب نہیں پلائیں گے۔ اور جو مشروب پلائے جائیں گے۔ ان میں لسی کو نمایاں حیثیت حاصل ہوگی۔

معذرت

افسوس کہ کیلنڈر کے طبع سال نو پر شائع ہونے کا امکان نہیں، البتہ بڑے سائز کے فوٹو ضرور ملیں گے۔

بدر کی مطبوعات کے علاوہ دوسری سلسلہ کی کتب کم از کم پچاس روپے کی خریدنے پر پچاس فیصدی کمیشن ملے گا۔ اس سے کم یعنی دس روپے کی کتابوں تک پچیس فی صدی کمیشن ملے گا۔

المشتہر عبد العظیم پروپرائیٹر احمدیہ بکڈپو قادیان